

از دفتر اخبار الفضل قادیان
۶۸۳۲
بخدمت جناب
عہدہ اعلیٰ
Lahore

۱۱
ان الْقَضَائِ كُلِّ بِإِذْنِ اللَّهِ
يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ
عَسَى أَنْ يَبْعَثَ
رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

THE ALFAZL QADIAN

الفضل اخبار قادیان

قادیان
نذیبی

بخدمت
پیشانی سالانہ
شش ماہی
سہ ماہی
آہستہ آہستہ
بخدمت جناب
عہدہ اعلیٰ



عزت و احترام کا مسئلہ آگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین صاحب دہلوی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۸۰ مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۲۸ء یوم شنبہ مطابق ۱۸ شوال ۱۳۴۶ھ جلد ۱۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجلس مشاورت ۱۹۲۸ء کی مختصر رپورٹ

حضرت اپنی تقریر میں حکم کی اور نظارتوں کو سالانہ رپورٹیں پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔ اسپر نظارت اعلیٰ، نظارت دعوت و تبلیغ، نظارت تعلیم و تربیت، نظارت بیت المال، نظارت امور عامہ خارجہ نظارت تالیف و تصنیف، نظارت تجارت، نظارت ضیافت، صیغہ ہستی منقوہ اور پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح علی الترتیب پورٹس کمیٹی اور پمپ ٹریڈر سوالات تقسیم کئے گئے۔ جن کے متعلقہ نظارتوں نے جواب دیئے۔ آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے سوالات اور جوابات کے متعلق تقریر فرمائی۔

پھر حضور کی طرف سے ایک جگہ میں جو یہ تجویز درج تھی۔ کہ دفتری کام کے نین سببہ کار احباب کی مرکزی دفاتر سلسلہ کے معائنہ کے لئے کمیٹی بنائی جائے۔ اس کے مطابق جو دہری نعمت خان صاحب سب سبج دہلی۔ پیرا کر علی صاحب وکیل فیروز پور۔ جو دہری غلام حسین صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر افسانہ اس کام کے لئے تجویز ہوئے۔ اور حضور نے ان کا انتخاب منظور فرمایا۔ پھر ایک جگہ میں درج شدہ نظارتوں کے معاملات پر غور کرنے کے لئے سب کمیٹیوں کا تقرر ہوا اور جلسہ

شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم جناب حافظ روشن علی صاحب نے کی۔ جس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کے متعلق مختصر الفاظ میں تقریر فرمائی۔ پھر حضور نے منہ تمام حاضرین کو اٹھا کر دیر تک دعا کی جس کے بعد سورہ فاتحہ کی تلاوت کر کے افتتاحی تقریر فرمائی۔ اور اپنے ہر کام میں دعاؤں پر زور دینے خدا تعالیٰ کے غنی سے ڈرتے رہنے اور اپنی کمزوریوں کا دل سے اعتراف کرنے کی تلقین فرمائی۔ نیز مجلس مشاورت میں جو امور پیش ہوں۔ ان پر خلیفۃ اللہ کے ساتھ غور کرنے نیک ارادوں کے ساتھ میں حصہ لینے امدان پر عمل کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ گذشتہ سال مالی پہلو سے لحاظ سے احباب سے جو وعدہ کئے تھے۔ انکو پورا کرنے کی تلقین کی۔ اور جلسہ کی کارروائی میں حصہ لینے کے متعلق کچھ ہدایات دیں۔

۱۱ اپریل ۱۹۲۸ء کو پونجھ پنجاب کے ہرنال اور دیگر موبیٹا کے کئی مقامات سے احباب مجلس مشاورت میں شمولیت کے لئے تشریف لے آئے تھے۔ اس لئے نماز جمعہ کے لئے مسجد اقصیٰ کی بجائے مسجد نور تجویز ہوئی۔ لیکن اس کے ضمن میں سابقان وغیرہ کے ذریعہ سائے کا انتظام نہ ہو سکا۔ اور اندرون مسجد کی جگہ بالکل ناکافی تھی۔ اس لئے مسجد کے متصل جو بڑا کا درخت ہے۔ اس کے نیچے احباب جمع ہوئے۔ اسی جگہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بصرہ سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اور پھر ظہر و عصر کی نمازیں پڑھائیں۔ نمازوں کے بعد تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہال میں شاگردان تشریف لے آئے۔ اور پروگرام کے مطابق جمعیت شیعہ مجلس کی کارروائی ہوئی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

احمدی مبلغ مشرق کے حکام کا حکم

(بیت)

مولوی جلال الدین صاحب مولوی فاضل احمدی مبلغ مشرق کے دلائل اور براہین سے عاجز آکر اور احمدیت کی ترقی کو دیکھ کر علاوہ کے زور دینے پر حکومت شام نے انہیں حکم دیا ہے۔ کہ وہ ۲۴ گھنٹہ کے اندر اندر شام کی حدود سے نکل جائیں۔ مولوی صاحب موصوف کو مرکز سے جیغ میں قیام رکھنے اور مزید احکام کا انتظار کرنے کی اطلاع دی گئی ہے۔ اور وہ جیغ میں آگئے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ ان مشکلات کو دور کرے۔ جو ان کے راستہ میں علماء نے ڈالی ہیں۔

احمدی مبلغین کی سرگرمیاں

(بیت)

محمداسعیل صاحب دہرگ تحصیل نارووال سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ سکنگھوہ کے ایک مولوی صاحب ہمارے گاؤں میں آکر احمدیت کے خلاف نیش زنی کیا کرتے تھے۔ ہم نے یہ معلوم کر کے کہ آپ پھر ۱۶ مارچ کو آئے والے ہیں۔ مرکز سے مبلغ کی درخواست کی۔ جس پر مولوی اللہ تاج صاحب جالندھر اور مولوی عبدالاحد صاحب یہاں آئے۔ غیر احمدیوں نے مولوی صاحب مذکور کو دعوت دی۔ کہ اگر مباحثہ کرے۔ مگر اس نے جیلے یہاں کر کے ٹال دیا۔ اور مقابل پر نہ آیا۔ ہمارے مبلغوں نے نہایت عمدہ پیرایہ میں سلسلہ احمدیہ کی تعلیم پیش کی جس کا یہ اثر ہوا۔ کہ چار کس داخل احمدیت ہوئے۔ اور کئی ایک آمادہ ہیں۔ اس گاؤں کے عیسائیوں پر اچھا اثر ہوا۔ امید ہے۔ کہ انشاء اللہ کئی ایک داخل اسلام ہو جائیں گے۔ گجانی سردار احمد صاحب کہتے ہیں۔ کہ تحصیل سنگھوہ کے کئی ایک گاؤں کا دورہ کر کے میں نے صدائے مسیح موعود اور تعلیم حضرت بابائے نیک صاحب پر تقریریں کیں۔ موضع سنگھوہ کے اندر میرا دل میں بارہ اشخاص داخل سلسلہ ہوئے۔ اور چند ایک نے ترقی اسلام کی مہر قبول کی۔ اچھوت لوگوں میں بھی باقاعدہ لیکچر ہو رہے ہیں۔ جن کو وہ پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں ایک اچھوت عورت کو داخل اسلام کر کے ایک مسلمان سے اس کا نکاح کیا گیا۔

خان کاہلی بنوں سے لکھتے ہیں۔ بنوں میں آریہ سماجی نہایت شد و مد سے پرو پاگندہ میں مصروف ہیں۔ اور قرآن کی حقیقت "ستیا رکھ پر کاش" اور محمد صاحب آریہ سماج نامی نہایت ہی دلآزار کتب مسلمان اور سناٹن دھرمیوں

بجے دوپہر سے شروع ہو کر رات کے دس بجے اس اجلاس کے بعد درخواست پڑا۔

کل نمائندوں کی تعداد جو پہلے دن شریک اجلاس کے ۹۴ تھی جس میں ۷۴ مقامی اصحاب کے علاوہ ناب کے اضلاع صوبہ سرحد۔ یو۔ پی۔ بنگال۔ بہار کی عمتوں کے نمائندے بھی شریک تھے۔ ہال کی چھت بہت بند ہونے کی وجہ سے چونکہ تقریر کرنے والوں کی آواز پورا ریسب کر سائی نہ دیتی تھی۔ اس لئے چھت کے نیچے سائیا لگائے گئے جس سے بہت فائدہ ہوا۔ اور تقریریں عمدگی کے ساتھ سنی گئیں۔ ہال کی بلائی گیلریوں میں وزیٹروں کے بیٹھے کا انتظام تھا۔ اور دائیں طرف کے بغلی کمرہ میں ستورتا لے لئے برعادت پردہ جگ بنائی گئی تھی۔

بیرونی اور مقامی نمائندگان مجلس اور بعض اصحاب کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی امیرہ اللہ تعالیٰ نے رات کو فوت طعام دی جس میں کانفرنس کا اجلاس ختم ہونے اور شرب و عشا کی نمازیں مسجد مبارک میں پڑھنے کے بعد اجلاس شریک ہوئے۔

۹ اپریل صبح سے دوپہر تک سب کمیٹیوں کے اجلاس مختلف مقامات پر ہوئے۔ اور پھر مجلس کی کارروائی شروع ہوئی۔ (باقی آئندہ)

دہلی میں جماعت احمدیہ کا پہلا جلسہ

(بیت)

برادر عبد الحمید صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ دہلی بذریعہ تار مطلع کرتے ہیں۔

۳۰ مارچ لغایت یکم اپریل ۱۹۲۷ء جماعت احمدیہ دہلی کا سالانہ جلسہ پریڈیگراؤنڈ میں کامیابی سے ہوا۔ الحاج مولوی عبد الرحیم صاحب نیر احمدی مشنری نے میچک لینڈن کے ذریعہ مسجد لندن گذشتہ سال کا حج بیت الاحرام افریقہ اور مغربی ممالک میں اشاعت اسلام کی رفتار اور ہزار ہا نو مسلموں کے فوٹو جو آپ کے ذریعہ مسلمان ہوئے۔ کے دلچسپ مناظر دکھائے اس کے علاوہ فضیلت اسلام۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا پر احسانات۔ اتحاد اسلام کی اہمیت۔ اور مسلمانوں کی ترقی کے کامیاب ذرائع پر نہایت مفید اور کارآمد لیکچر ہوئے۔

ان لیکچر کے علاوہ عورتوں میں بھی مولوی نیر صاحب لیکچر ہوا۔ دہلی کے مولویوں نے لوگوں کو ہمارے جلسہ میں شامل ہونے سے روکا۔ اور اس کے لئے کئی ایک اعلان وغیرہ شائع کئے۔

میں مفت تقسیم کی جا رہی ہیں۔ خدا کے فضل سے ہم نے ان کا مقابلہ شروع کر دیا ہے۔ مگر مدت میں ایک مباحثہ بھی ہوا جس میں آریہ مناظر ہمارے سوالات کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ عام مسلمان اس بات کو محسوس کر رہے ہیں۔ کہ آریوں کے مقابلہ کے لئے احمدیوں کے سو کوئی موزوں نہیں۔

جناب عبد الحمید صاحب نے دہلی سے لکھتے ہیں۔ کہ ادائے مارچ میں مولوی عمر الدین صاحب اور میں بکھوہ ضلع میرٹھ میں گئے۔ جہاں آریوں کا جلسہ تھا۔ پنڈت راجندر دہلوی کے ساتھ مولوی عمر الدین صاحب کا مناظرہ کئی گھنٹے کے مضمون پر تین گھنٹہ تک ہوا۔ پنڈت راجندر صاحب آخری وقت تک ہمارے مطالبات کا کوئی جواب نہ دیکے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمیں شاندار کامیابی ہوئی۔

خود ہندوؤں اور عیسائیوں نے آریہ مناظر کی کمزوری کا اعتراف کیا۔ اس کے علاوہ میں نے بھی آریہ سماج اور اسلام کی تعلیم۔ نیز ہر دو مذاہب کی تعلیمات کا مقابلہ وغیرہ مضامین تقریریں کیں۔ اور ثابت کیا۔ کہ آریہ سماج مجبور ہو کر اسلامی عقائد اختیار کرتی جا رہی ہے۔ اتحاد بین المسلمین تجارت اور چھوت چھات کی طرف بھی خاص طور پر توجہ دلائی گئی۔

مولوی عبدالغفور صاحب چک ۱۱۲ ضلع لائل پور سے لکھتے ہیں۔ کہ اس علاقہ میں ایک پیرھٹائی مولویوں کا گروہ ہے۔ ۲۹ مارچ کو موضع گوکھووال آئے۔ رات کے وقت گانے بجانے میں مشغول ہو گئے۔ اور ایسی ایسی بہودہ حرکات اور آہیں میں تسخر بازی کرتے رہے۔ کہ دیکھ کر شرم آتی تھی۔ جسے قہقہے اگلے دن ہمارے خلاف بھی زہر افشانی شروع کی گئی۔ جس کا جواب رات کے وقت میں نے ایک پبلک لیکچر کے ذریعہ دیا۔ پیر صاحب کے چیلے چائے اس لیکچر میں موجود تھے۔

مگر باوجود بار بار لکھانے کے کسی کو میرے مطالبات کا جواب دینے کی جرات نہ ہوئی۔ میں نے غیر احمدی حاضرین کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ اپنے مولویوں سے پوچھو۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ان کے پاس کیا ثبوت ہے۔ اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں۔ کہ وہ کوئی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی بیان نہیں کر سکیں گے۔ اس مجلس میں مخالفت مولوی موجود تھے۔ مگر کسی کو جواب کا حوصلہ نہ ہوا۔ اگلے دن انہوں نے پھر اپنا جملہ کر کے ہمارے خلاف تقریر کی۔ مگر ایک حوالہ در یافت کرنے پر کہا۔ کہ یہ الزام ہمارے تیسری جلد کے صلیت پر ہے۔ خدا کی شان ہے۔ کہ ایسے جاہل لوگ بھی ہماری مخالفت کو ہی سبب سے بڑا ثواب سمجھتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الف

ل

نمبر ۸۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۸ء | جلد ۱۵

رحمتہ للعالمین کی سیرت مبارکہ کے متعلق لیکچروں کا انتظام

۲۰ جون کا دن یاد رکھو!

اور

اس کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دو

از جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے۔ سیکرٹری ترقی اسلام قادیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جن خطبات اور جس عزت و محبت سے یاد فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک رحمتہ للعالمین بھی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ حضور پر نور کا وجود مبارک صرف مسلمانوں اور ایمان لائے والوں کے لئے ہی رحمت کا موجب نہیں تھا۔ بلکہ آپ تمام مخلوق کے لئے رحمت ہو کر تشریف لائے تھے۔ جس سے تمام عالم نے بلا لحاظ مومن و کافر فیض حاصل کیا۔ بلکہ جو انبات اور نباتات تک بھی اس فیض سے بہرہ ور ہوئے۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ جس کو مسلمان ایمانی رنگ میں یقین کرتے ہیں۔ لیکن ابھی تک اس حقیقت کو نہ تو بڑے طور پر سمجھا گیا ہے۔ اور نہ ہی غیر مسلمین اسلام کے سامنے اس حقیقت کو پیش کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ان میں سے عاقبتاً تا ان فتنہ جہاد اور عیب کاروں کو آپ کی ذات یا برکت پر بڑے طرح سے اعتراضات و تنالیق کر کے مسلمانوں کے دلوں کو دکھانا اور ایسے بچے بھی بچاواہ کو گالیاں دیتے ہیں۔ جو ان لوگوں کی بہتری کے لئے اپنی جان کھو دینے کے لئے تیار تھا۔ اور جو ان کو شکست دینے کے لئے سحر اپنے ہتھیاروں اور بوڑھی بیوی اور اپنے تمام قبیلے کے کسی بامعنی وادی بنی شعب میں بائیکاٹ ہو کر مقید و محصور رہا۔ یہ لوگ اپنی نادانی سے اسے محض کوکوتے ہی محسوس کرتے اور اس کے آئینے کے لئے ان کو راہ حق سے ہٹا کر گمراہی کے لئے اور ان کو حیات جاودانی دینے کے لئے خدا تعالیٰ کے ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کے ساتھ سانچوں اور کھوپڑیوں

کے ساتھ تائیں بسر کریں۔ اور دشمنوں کی کھینچی ہوئی تلواروں کے سامنے عربستان کے بے آب و گیاہ بیابان میں بھوکا پیاسا بھاگا بھاگا پھرا۔ جس محسن نے اپنے پیاروں کو۔ دوستوں اور رشتہ داروں کو قربانی کے کبروں کی تلخی کھوادی۔ نااہل لوگ ایسے محسن۔ ایسے جان نثار ایسے راہنما اور ایسے رحیم و کریم انسان کو گالیاں دینے میں اپنی چٹنی حاصل کرتے ہیں۔ اور اس کے نام کو بدنام کرنے اور اس کے مذہب کو لیا سٹ کرنے کے لئے اپنا تمام زور اور طاقت صرف کر رہے ہیں۔ یہ سب کچھ مسلمانین اسلام کی طرف سے ہو رہا ہے۔ اس حال پر ہے۔ کہ مسلمانوں کو اس کے مقابلہ میں کیا کرنا چاہیے۔ کیا ہمارا وقت یہی فرض ہے۔ کہ جب کوئی دشمن گالی دے۔ تو اس کے منہ پر ہاتھ رکھیں۔ اور غرور فاموش رہیں۔ نہیں۔ بلکہ ہمارا اصل فرض یہ ہے۔ کہ گالی دینے والوں کو روکنے کی کوشش بھی کریں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمد و ثنا کے ساتھ اپنی آواز کو بلند کریں۔ یہاں تک کہ سرزمینِ ہند اس سے گونج اٹھے۔ اور رحمتہ للعالمین کی حقیقت کو ایسے رنگ میں آشکارا کیا جائے۔ کہ سبھی آپ کی محبت سے لبریز ہو جائیں۔ خواہ وہ اسلام کے دائرہ سے باہر ہی ہیں لیکن آپ کی محبت اور محبت ایسے رنگ میں ان لوگوں کے دلوں میں سرایت کر جائے۔ کہ مسلمانوں کو "مذہب رسول" اور "دور زمانہ" جیسے کس کس کے لئے اپنی تین تین کی آئینہ کبھی ضرورت پیش نہ آئے۔ اس اہم مسئلہ کے حوالے سے اس کے لئے اور کچھ

اور دیگر اہل وطن کی بہتری اور پیارے وطن کی بہبودی کے لئے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک پروگرام مرتب کیا ہے۔ جس کی پہلی قسط یہ ہے۔ کہ ہندوستان کے تمام اطراف و اکناف میں۔ ۲۰ جون ۱۹۲۸ء مطابق یکم محرم الحرام کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل پر لیکچر دئے جائیں۔ جن میں مسلمانوں کے تمام فرقے حصہ لیں۔ بلکہ ان میں خداترس عیسائیوں اور فہم ہندوؤں کو بھی شامل کیا جائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ قادیان کی زیر نگرانی صیغہ ترقی اسلام قادیان کی طرف سے تین لیکچرز مندرجہ ذیل مضامین پر چھپوا کر تیار کر لئے گئے ہیں۔

(۱) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ زندگی

(۲) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسانات

(۳) آپ کی بنی نوع انسان کے لئے قربانیاں۔

جو صاحبان ایسے لیکچروں کا انتظام کرنا چاہیں۔ ان کو یہ سہ تیار شدہ لیکچر ذمفٹ روانہ کئے جاویں گے۔ ان کو پڑھ کر معمولی لیاقت کا آدمی بھی ایک عمدہ لیکچر تیار کر سکتا ہے۔ جو موجودہ زمانے کی روش کے مطابق مقبول ہو۔

مسلمانوں کو یہ یاد رکھنا چاہیے۔ کہ آج کل گھروں میں بٹیکر درود شریف پڑھ لینا اور مولود کی مجالس قائم کر لینا کافی نہیں بلکہ اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حامد کا بھری مجالس اور کھلے میدانوں میں باواز بلند اعلان کیا جائے۔ اگرچہ محال تمام دنیا نہیں۔ تو سرزمین ہند تو اس آواز سے گونج اٹھے۔

اس تحریک کا صوبہ پنجاب میں تو خاطر خواہ انتظام ہو چکا ہے۔ اور اس وقت تک مختلف مقامات کے پانصد کے قریب لیکچروں کے نام ہمارے دفتر میں آچکے ہیں لیکن ان میں سے۔ کہ ہندوستان کے دیگر صوبجات سے ابھی تک بہت کم نام آئے ہیں۔ اس لئے صوبہ سرحد۔ یو۔ پی۔ بنگال۔ بہار۔ دہلی۔ سی۔ پی۔ مدراس۔ سندھ اور ممبئی آسام۔ برہما کے دوستوں کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ جلد از جلد اپنے اپنے نام ارسال کر کے اپنے صوبہ کی تعداد کو پورا کریں۔ اور عند اللہ ماجور ہوں۔

اس تحریک کو اگر پورے طور پر کامیاب بنایا جائے۔ اور ۲۰ جون کو ہندوستان کے ہر گوشہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کے متعلق پوری تیاری اور کوشش سے لیکچر دئے جائیں۔ تو اس کا نتیجہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ دیگر مذاہب کے لئے بھی نہایت مبارک و نفع بخش ہوگا۔ مسلمانوں کا بہت بڑا حصہ سمجھ لیا گیا۔ کہ جو ان انسان کو وہ خدا کا پیغمبر مقرر کرتے ہیں۔ وہ کبھی بچے نظیر صفات کے ہوتے۔ اور پھر ان کے بچے انسانی کی شان ہونی چاہئے۔ جس اس قرآنی حکم کے لئے تیار کر کے پیش کرنا چاہئے۔

مسلمان لیڈروں کے غم کے لئے

ایک طرف تو مسلمان ہیں۔ جو پہلے ہی اپنے مذہب کے منعلق کوئی خدمت کرنے سے غافل ہیں۔ اور پھر انہیں یہ یقین کرنے والے موجود ہیں کہ اشاعت اسلام میں کسی قسم کا حصہ لینے کی بجائے سوراہہ کے حصول کے لئے ہندوؤں کے آلہ کار بن جاؤ۔ لیکن دوسری طرف ہندوؤں کو دیکھیے۔ ان کے بڑے بڑے سیاسی لیڈر ہر وقت اس کوشش میں رہتے ہیں۔ کہ اپنے دھرم کی بہتری اور بڑی نکال کوئی موقعہ باقی سے نہ جانے دیں۔ پنڈت مالوی جی اجپوت اور حال کے جلسہ لاہور میں بڑی خوشی سے شریک ہونے اور اچھوتوں کے حق میں پرزور تقریر کرتے ہیں۔ علاقہ گوا سے آریہ اپڈیکٹوں کو جب حکومت ملک میں بد امنی پیدا ہونے کی وجہ سے نکالتی ہے۔ تو ڈاکٹر موہن داس نے جانے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اور جینے ہندو لیڈر ہیں۔ کسی نہ کسی طرح اپنے دھرم کے مفاد کو ملحوظ رکھنا اپنا پہلا فریضہ سمجھتے ہیں۔ اور اس کے بعد کچھ اور۔ جتنے کہ وہ اسمبلی کونسلوں اور میونسپل کمیٹیوں میں بھی آئے نہیں ہوتے۔ چند ہی دن ہوئے۔ بنیر وادہ کی میونسپلٹی کے ہندو میمبروں نے اپنی کثرت کی وجہ سے باوجود سوراہی ہونے کے یہ ریزولوشن پاس کر دیا۔ کہ گائے ذبح کرنے والے کوئی گائے ۲۵ روپیہ کیسے ادا کرنا ہوگا۔ مدراس کونسل میں انہوں کی شادی کی عمر ۲۱ سال اور لوکیوں کی ۱۶ سال کا قانون ہندو میمبروں کی طرف سے پیش ہو کر پاس ہو گیا۔

اب پنڈت کیلکار نے اسمبلی میں ایک ایسا بل پیش کیا۔ جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ وہ لوگ جو ہندو مذہب چھوڑ کر کوئی اور مذہب اختیار کر لیتے ہیں۔ انہیں ان کے والدین کی جائداد سے محروم کر دیا جائے۔ اگرچہ یہ بل مسترد ہو گیا۔ لیکن اس کے پیش کرنے میں جو ذہنیت کام کر رہی ہے۔ وہ قابل غور ہے۔ ہندو قانونی طور پر ان لوگوں کے آگے جو اپنا مذہب بدلنا چاہیں۔ یہ روک پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ اس کے وقت کوئی ہندو اپنا مذہب نہ تبدیل کر سکے۔ ہندو رہنماؤں کی اس قسم کی کوششوں کو مد نظر رکھتے ہوئے مسلمان لیڈروں کو محرز کرنا چاہیے۔ کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کے لئے کیا کچھ کرتے ہیں۔

بندلیکھنڈ علیا کانفرنس کی ایک قرارداد

مقام بمبئی (۲۶ اپریل ۱۹۲۰ء) سے ہیں یہ معلوم کہ کہ بہت خوشی ہوئی۔ کہ بندلیکھنڈ علیا کانفرنس نے اپنے اپنے

میں جہاں مخلوط انتخاب کے خلاف پرزور آواز بلند کی ہے۔ وہاں یہ بھی قرارداد پاس کی ہے۔

”بندلیکھنڈ علیا کانفرنس ضروری سمجھتی ہے۔ کہ ضروریات زندگی اور روزمرہ کے استعمال کی اشیاء خصوصیت سے کھانے پینے کی دوکانیں مسلمان کھولیں۔۔۔۔۔۔ اور مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ جتنے الامکان اپنی مسلمانوں کی دوکانیں ہونے کی صورت میں انہیں سے خرید کرنا اپنا فرض سمجھیں۔“

مسلمانوں کے چننے کے لئے یہ نہایت ضروری اور اہم تجویز ہے۔ لیکن افسوس کہ جس پابندی کے ساتھ اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ مسلمانوں میں ابھی تک نہیں پائی جاتی۔ اور بعض مقامات پر تو ایسے حالات پیدا ہو چکے ہیں۔ کہ جن مسلمانوں نے دوکانیں کھولی تھیں۔ وہ مسلمانوں کی بے اتفاقی کی وجہ سے سخت نقصان اٹھاتے ہیں۔

اگر ہر صوبہ کے علماء اس طرف توجہ فرمائیں۔ اور مسلمانوں کو مسلمانوں سے خرید و فروخت کرنے کی ضرورت اور اہمیت بتائیں تو امید ہے۔ بہت کچھ اصلاح ہو سکے۔

مسلمان عمال کی اطاعت شکاری

جس زمانہ میں مسلمان صاحب حکومت تھے۔ دنیا کے گوشے گوشے میں اسلامی پرچم لہرا رہا تھا۔ اور اسلامی فوج ظفر موح کا رعب تمام دنیا پر طاری تھا۔ اس زمانہ کی تاریخ کو اگر دیکھا جائے۔ تو جو بات نمایاں طور پر پائی جائیگی۔ وہ اطاعت امیر اور خلیفہ المسلمین کی فرمانبرداری کا جذبہ ہے۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ ان کی تمام ترقیات محض اس وجہ سے مقیم۔ کہ ان لوگوں نے اسلام کا مرکز اس درجہ مضبوط اور مستحکم کیا۔ کہ کسی چڑے سے بڑے جنرل یا حاکم کو بھی مرکز سے استصواب کے بغیر کسی بھی سے معمولی کام کے کرنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ ویسے مسلمانوں کی اپنے امیر کے احکام کی اطاعت و فرمانبرداری کی ہزاروں مثالیں تاریخ میں مل سکتی ہیں۔ مگر اس وقت ہم ایک بیان کرتے ہیں۔

راجہ واپردالی سندھ کی شہزادوں سے تنگ آ کر جب حجاج بن یوسف نے اپنے نوجوان داماد محمد بن قاسم کو اس کی سرکوبی کے لئے سندھ روانہ کیا۔ اس وقت یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ رسل و رسائل کے وہ وسائل جو آج ہمیں نظر آ رہے ہیں۔ میر تقی میر۔ تارہ لاسکی۔ ہوائی جہاز۔ ریل وغیرہ کچھ بھی نہ تھا۔ بلکہ عام جہاز بھی ایسے تیز رو اور محفوظ نہ تھے۔ جو اس زمانے میں ہیں مخلوط اور نامہ و پیام سواروں کے ذریعہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچانے جاتے تھے۔ پھر سندھ سے دمشق کوئی معمولی فاصلہ تھا۔ بلکہ ایک بہت بڑی مسافت پر واقع تھا۔ مگر باوجود اس سبب

اور وسائل رسل و رسائل کے فقدان کے محمد بن قاسم کوئی کام بھی اپنی مرضی سے نہ کرتا تھا۔ بلکہ حجاج کی وساطت سے چھوٹے چھوٹے امور کو بھی خلیفہ المسلمین تک پہنچاتا۔ اور دربار خلافت سے ہدایات حاصل کر کے ان پر عمل پیرا ہوتا۔ اور اس اصول پر وہ اس درجہ سختی سے عامل تھا۔ کہ حجاج کو کھٹنا پڑا۔ کہ

”تمہارا ہر کام میں مجھ سے صلاح و مشورہ کرنا بڑے خرم و احتیاط کی دلیل ہے۔ مگر چونکہ فاصلہ بہت زیادہ ہے۔ اس لئے مخلوط کے جواب میں دیر ہو جانے کے باعث کاموں میں التوا ہو جاتا ہے۔ اصولی حیثیت سے میرا اتنا کم دنیا کافی ہے۔ کہ تم ایسی رعایاؤں کو کرو۔ کہ دشمن خود بخود تمہاری اطاعت و فرمانبرداری کے آرزو مند ہو جائیں۔“ (انقلاب یکم اپریل ۱۹۲۰ء)

مگر افسوس ہے۔ کہ جہاں مسلمانوں سے دوسری خوبیاں کم ہوتی گئیں۔ وہاں یہ جو بھی جوان کی تمام شان و شوکت کا اصل سبب تھا۔ ان سے چھوٹ گیا۔ اور مسلمان اس حالت کو پہنچ گئے۔ جو آج ہمیں دکھائی دے رہی ہے۔

خدا تعالیٰ ہماری حالت پر رحم کرے اور اسلام کو دوبارہ ترقی کرنے کے لئے پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ایک مرکز قائم کیا ہے۔ مبارک ہے۔ وہ جنہوں نے اپنے آپ کو اس سے وابستہ کر لیا۔ مگر انہیں یاد رکھنا چاہیے۔ کہ حقیقی کامیابی اور ترقی اسی صورت میں ہو سکتی ہے۔ جب وہ وہی روح اطاعت دکھائیں جو صحابہ کرام اور ان کے جانشین اپنے خلفاء اور اماماء کے احکام کی اطاعت کے وقت دکھاتے تھے۔ اپنے اعمال اور افعال کو مرکز کی ہدایات کے ماتحت سر انجام دیں۔ اور اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے جو آسانیاں سفر اور خط کتابت کے لئے مہیا فرمائی ہیں۔ ان سے پوری طرح فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔

آل مسلم پارٹیز کانفرنس

مسلمانوں کے ملکی اور سیاسی حقوق کے فلاح ہونے اور ان کے مطالبات کے مانگنا جانے کی ایک بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ ان میں اتحاد و اتفاق کی وہ روح نہیں پائی جاتی۔ جو قوموں کی وقعت اور حیثیت دوسروں پر ثابت کیا کرتی ہے۔ نہایت اہم سے اہم اور ضروری سے ضروری معاملات کے منعلق ان کی راہیں بالکل علیحدہ علیحدہ و ایک دوسرے کے خلاف ہوتی ہیں۔ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنے مسلمانوں کی اس افسوسناک حالت کو دیکھ کر مشترکہ مفاد اور اتحاد میں اتحاد کے لئے جو ترقی اصل پیش فرمائی ہے۔ اگر مسلمان اس پر عمل پیرا ہو جائیں۔ تو وہ بہت سے ایسے فائدے حاصل کر سکتے ہیں۔ جن سے ابھی تک محروم ہیں۔

معاذ اللہ انقلاب کچھ عرصہ سے مسلمانوں کو آل مسلم پارٹیز کانفرنس

میں جہاں مخلوط انتخاب کے خلاف پرزور آواز بلند کی ہے۔ وہاں یہ بھی قرارداد پاس کی ہے۔ بندلیکھنڈ علیا کانفرنس ضروری سمجھتی ہے۔ کہ ضروریات زندگی اور روزمرہ کے استعمال کی اشیاء خصوصیت سے کھانے پینے کی دوکانیں مسلمان کھولیں۔۔۔۔۔۔ اور مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ جتنے الامکان اپنی مسلمانوں کی دوکانیں ہونے کی صورت میں انہیں سے خرید کرنا اپنا فرض سمجھیں۔ مسلمانوں کے چننے کے لئے یہ نہایت ضروری اور اہم تجویز ہے۔ لیکن افسوس کہ جس پابندی کے ساتھ اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ مسلمانوں میں ابھی تک نہیں پائی جاتی۔ اور بعض مقامات پر تو ایسے حالات پیدا ہو چکے ہیں۔ کہ جن مسلمانوں نے دوکانیں کھولی تھیں۔ وہ مسلمانوں کی بے اتفاقی کی وجہ سے سخت نقصان اٹھاتے ہیں۔ اگر ہر صوبہ کے علماء اس طرف توجہ فرمائیں۔ اور مسلمانوں کو مسلمانوں سے خرید و فروخت کرنے کی ضرورت اور اہمیت بتائیں تو امید ہے۔ بہت کچھ اصلاح ہو سکے۔ مسلمان عمال کی اطاعت شکاری جس زمانہ میں مسلمان صاحب حکومت تھے۔ دنیا کے گوشے گوشے میں اسلامی پرچم لہرا رہا تھا۔ اور اسلامی فوج ظفر موح کا رعب تمام دنیا پر طاری تھا۔ اس زمانہ کی تاریخ کو اگر دیکھا جائے۔ تو جو بات نمایاں طور پر پائی جائیگی۔ وہ اطاعت امیر اور خلیفہ المسلمین کی فرمانبرداری کا جذبہ ہے۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ ان کی تمام ترقیات محض اس وجہ سے مقیم۔ کہ ان لوگوں نے اسلام کا مرکز اس درجہ مضبوط اور مستحکم کیا۔ کہ کسی چڑے سے بڑے جنرل یا حاکم کو بھی مرکز سے استصواب کے بغیر کسی بھی سے معمولی کام کے کرنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ ویسے مسلمانوں کی اپنے امیر کے احکام کی اطاعت و فرمانبرداری کی ہزاروں مثالیں تاریخ میں مل سکتی ہیں۔ مگر اس وقت ہم ایک بیان کرتے ہیں۔ راجہ واپردالی سندھ کی شہزادوں سے تنگ آ کر جب حجاج بن یوسف نے اپنے نوجوان داماد محمد بن قاسم کو اس کی سرکوبی کے لئے سندھ روانہ کیا۔ اس وقت یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ رسل و رسائل کے وہ وسائل جو آج ہمیں نظر آ رہے ہیں۔ میر تقی میر۔ تارہ لاسکی۔ ہوائی جہاز۔ ریل وغیرہ کچھ بھی نہ تھا۔ بلکہ عام جہاز بھی ایسے تیز رو اور محفوظ نہ تھے۔ جو اس زمانے میں ہیں مخلوط اور نامہ و پیام سواروں کے ذریعہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچانے جاتے تھے۔ پھر سندھ سے دمشق کوئی معمولی فاصلہ تھا۔ بلکہ ایک بہت بڑی مسافت پر واقع تھا۔ مگر باوجود اس سبب میں جہاں مخلوط انتخاب کے خلاف پرزور آواز بلند کی ہے۔ وہاں یہ بھی قرارداد پاس کی ہے۔ بندلیکھنڈ علیا کانفرنس ضروری سمجھتی ہے۔ کہ ضروریات زندگی اور روزمرہ کے استعمال کی اشیاء خصوصیت سے کھانے پینے کی دوکانیں مسلمان کھولیں۔۔۔۔۔۔ اور مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ جتنے الامکان اپنی مسلمانوں کی دوکانیں ہونے کی صورت میں انہیں سے خرید کرنا اپنا فرض سمجھیں۔ مسلمانوں کے چننے کے لئے یہ نہایت ضروری اور اہم تجویز ہے۔ لیکن افسوس کہ جس پابندی کے ساتھ اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ مسلمانوں میں ابھی تک نہیں پائی جاتی۔ اور بعض مقامات پر تو ایسے حالات پیدا ہو چکے ہیں۔ کہ جن مسلمانوں نے دوکانیں کھولی تھیں۔ وہ مسلمانوں کی بے اتفاقی کی وجہ سے سخت نقصان اٹھاتے ہیں۔ اگر ہر صوبہ کے علماء اس طرف توجہ فرمائیں۔ اور مسلمانوں کو مسلمانوں سے خرید و فروخت کرنے کی ضرورت اور اہمیت بتائیں تو امید ہے۔ بہت کچھ اصلاح ہو سکے۔ مسلمان عمال کی اطاعت شکاری جس زمانہ میں مسلمان صاحب حکومت تھے۔ دنیا کے گوشے گوشے میں اسلامی پرچم لہرا رہا تھا۔ اور اسلامی فوج ظفر موح کا رعب تمام دنیا پر طاری تھا۔ اس زمانہ کی تاریخ کو اگر دیکھا جائے۔ تو جو بات نمایاں طور پر پائی جائیگی۔ وہ اطاعت امیر اور خلیفہ المسلمین کی فرمانبرداری کا جذبہ ہے۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ ان کی تمام ترقیات محض اس وجہ سے مقیم۔ کہ ان لوگوں نے اسلام کا مرکز اس درجہ مضبوط اور مستحکم کیا۔ کہ کسی چڑے سے بڑے جنرل یا حاکم کو بھی مرکز سے استصواب کے بغیر کسی بھی سے معمولی کام کے کرنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ ویسے مسلمانوں کی اپنے امیر کے احکام کی اطاعت و فرمانبرداری کی ہزاروں مثالیں تاریخ میں مل سکتی ہیں۔ مگر اس وقت ہم ایک بیان کرتے ہیں۔ راجہ واپردالی سندھ کی شہزادوں سے تنگ آ کر جب حجاج بن یوسف نے اپنے نوجوان داماد محمد بن قاسم کو اس کی سرکوبی کے لئے سندھ روانہ کیا۔ اس وقت یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ رسل و رسائل کے وہ وسائل جو آج ہمیں نظر آ رہے ہیں۔ میر تقی میر۔ تارہ لاسکی۔ ہوائی جہاز۔ ریل وغیرہ کچھ بھی نہ تھا۔ بلکہ عام جہاز بھی ایسے تیز رو اور محفوظ نہ تھے۔ جو اس زمانے میں ہیں مخلوط اور نامہ و پیام سواروں کے ذریعہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچانے جاتے تھے۔ پھر سندھ سے دمشق کوئی معمولی فاصلہ تھا۔ بلکہ ایک بہت بڑی مسافت پر واقع تھا۔ مگر باوجود اس سبب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

در عدل اور پیغام صلح

ایک معمولی ہی بات کو بڑھاتے جانا اور جھوٹ و غلط بیانی کی کوئی پروا نہ کرتے ہوئے اسے طول دینا پیغام صلح کا خاصہ ہے۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاور کی کئی سال کی پرانی اردو فارسی نظموں کا مجموعہ گذشتہ سال شائع ہوا۔ لیکن پیغام صلح نے حال میں اس کے خلاف فتنہ انگیزی شروع کی۔ اور ایسے رنگ میں آئی کہ گویا یہ نظیں اب بھی اور شائع کی گئی ہیں۔ اس کے متعلق خود ہم نے اور پھر قاضی محمد یوسف صاحب نے ثابت کر دیا۔ کہ ساری کی ساری نظیں پرانی اور اپنے اپنے موقع اور وقت پر سلسلہ کے اخبارات میں شائع شدہ ہیں۔ نیز ان کی یکجائی طور پر شاعت بھی اس وقت ہوئی جبکہ شاہ کابل سیاحت پر روانہ نہ ہوئے تھے۔

اب چاہیے تو یہ تھا کہ پیغام صلح اپنی غلط بیانی کو واپس لیتا۔ یا کم از کم اپنی شرارت کا پل کھل جانے کے بعد کوئی اختیار کر لیتا۔ لیکن نہیں۔ اس کے مولانا عصمت اللہ صاحب جنہوں نے ایسے آڑے وقت میں پیغام صلح کے کام آنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ ۲۰ مارچ کے پرچہ میں بنظائر الفضل کے مقابلے کا ازالہ کرنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ مگر مصلحت خود انہوں نے دیدہ دانستہ بہت بڑا مخالفت دینے کی کوشش کی ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔ اور کس شان سے لکھتے ہیں:-

پیغام صلح مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۲۵ء میں ایک شرانگیز تحریر کے عنوان سے معاہدہ انقلاب کی تائید میں ایک مختصر سا نوٹ شائع ہوا تھا۔ انقلاب نے ۱۰ مارچ کے پرچہ میں در عدل نامی ایک رسالہ کے برخلاف صدائے احتجاج بلند کی تھی۔ اور میاں محمد واجد صاحب کو تو یہ دلائل تھی۔ کہ وہ مصداق ملی کو نظر رکھ کر اس گروہ کتاب کی آغوش کو جلد از جلد بند کرادیں۔ کیونکہ یہ کتاب سات کروڑ مسلمانوں کے جذبات منافرت کو براہ انگیزہ کرنے والی ہے۔ پیغام صلح نے روز نامہ انقلاب کے اس خیال کی تائید کر دی۔ کیونکہ کتاب مذکورہ قطع نظر اس بات کے کہ در حقیقت مسلمانان ہند کے جذبات منافرت کو براہ انگیزہ کرنے والی ہے۔ اس وقت مسلمانان ہند کے بھی قطعاً برخلاف ہے۔ جو میاں محمد واجد صاحب اور حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے امیر جماعت احمدیہ کے درمیان اختلاف میں ذاتی بات کے برخلاف نہ لکھنے کے متعلق ہو گیا تھا۔

الفضل نے اس پر اور صحیح نوٹ سے ایک غلطی لکھا۔ اور ۲۰ مارچ کے پرچہ میں پرانی نظموں کے متعلق پیغام

مشور کے عنوان سے ایک مضمون تحریر کر کے سانا الزام پیغام صلح کے سر بخوب دیا۔ انقلاب نے ۱۰ مارچ کو نوٹ لکھا۔ اور ۱۳ کو پیغام صلح نے اس کی تائید کی۔ مگر الفضل لکھتا ہے۔ کہ غیر مبائع اصحاب نے نہ صرف اپنے اخبار پیغام صلح میں بلکہ دوسرے اخبارات کے ذریعہ بھی ایک نیا فتنہ کھڑا کرنے کی کوشش کی۔ اگر پیغام صلح پہلے لکھتا۔ اور انقلاب اس کی تائید کرتا۔ تو خیر الفضل کے پاس کوئی پیمانہ بھی ہوتا۔ مگر یہاں تو سر سے معاملہ ہی برعکس ہے۔ انقلاب پہلے لکھتا ہے۔ اور پیغام صلح چند روز بعد اس کی تائید کرتا ہے۔ بنا ٹائڈیٹر صاحب الفضل کو کوئی خواب آیا ہوگا۔ جس کی بنا پر غیر مبائع اصحاب کو مور و الزام بنا کر جو کچھ دل میں آیا۔ بلا تکلف لکھ دیا۔ ایڈیٹر صاحب الفضل غور فرمائیں کہ ہماری طرف سے تو اس معاملہ میں کوئی ابتدا نہیں ہوئی پھر الزام کیسا؟

مطلب یہ ہے کہ در عدل کے متعلق سب سے پہلے انقلاب نے لکھا۔ پیغام صلح نے اس کی تائید کی۔ اس معاملہ میں اس کی طرف سے کوئی ابتدا نہیں ہوئی۔ اگر ابتدا اس کی طرف سے ہوتی۔ یعنی در عدل کے خلاف پہلے وہ لکھتا اور بعد میں انقلاب۔ تو الفضل کو حق تھا۔ کہ اسے اس فتنہ کا بانی قرار دیتا۔ مگر اب نہیں۔

اس بات کو پر زور بناتے ہوئے پیغام صلح کے مولانا نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ شاہد ایڈیٹر صاحب الفضل کو کوئی خواب آیا ہوگا۔ جس کی بنا پر غیر مبائع اصحاب کو مور و الزام بنا کر جو کچھ دل میں آیا۔ بلا تکلف لکھ دیا۔ مگر ہم پیغام صلح اور اس کے مولانا کو بتانا چاہتے ہیں۔ کہ اگر انہوں نے دیدہ دانستہ یہ باتیں نہیں لکھیں۔ تو یقیناً ان کا حافظ اس قدر کمزور ہے۔ کہ چند دن کی لکھی ہوئی بات بھی یاد نہیں رکھ سکتا۔ براہ مہربانی وہ ۲۹ فروری کا پیغام صلح نکال کر اس کا صفحہ ۳۳ کا کالم ۴ کا آخری حصہ جس کا عنوان ہے پشاور میں شرانگیز رسائل کی اشاعت ملاحظہ فرمائیں۔ اور پھر بتائیں کیا یہ مضمون ۱۰ مارچ کے انقلاب کے نوٹ سے پہلے لکھا اور شائع کیا گیا ہے۔ یا بعد میں۔ اور اس کے ہوتے ہوئے پیغام صلح کا یہ کہنا کیوں صحیح ہو سکتا ہے کہ ہماری طرف سے تو اس معاملہ میں کوئی ابتدا نہیں ہوئی؟

کیا یہ حیرت کی بات نہیں کہ انقلاب نے اسے کئی دن پہلے ایک مضمون بالفاظ ہند و اخبارات سنسنی خیز کے عنوان سے لکھا جاتا ہے۔ اس میں اسے گروہ کی سب سے بڑی ہستی کو بے اندازہ اور بے لگت لکھا گیا۔ دینے کا روٹا دیا جاتا ہے۔ دوسرے مسلمانوں کو بھڑکانے اور اشتعال دلانے کی کوشش

کی جاتی ہے۔ حکومت سرحد سے ان رسائل کو روکنے کے لئے جلد کوئی موثر کارروائی کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ لیکن جب الفضل اسے پیغام صلح کی فتنہ انگیزی ثابت کر دیتا ہے۔ اور اس کے چہرہ سے دھوکہ دہی کا غمازہ ہٹا دیتا ہے تو مولانا عصمت اللہ صاحب اس بات کا اعلان کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کہ ان کی طرف سے تو اس معاملہ میں کوئی ابتدا نہیں ہوئی۔ اور انہوں نے صرف انقلاب کی تائید کی تھی۔ پھر ایڈیٹر الفضل پر اس قسم کا خواب دیکھنے کی چھٹی اڑا کر اپنی پاکدامنی کا اظہار کیا جاتا ہے :-

یہ طرز عمل اگر کوئی ایسا شخص اختیار کرتا جسے پیغام صلح کے نزدیک کوئی غیر معمولی رتبہ حاصل نہ ہوتا۔ تو بھی قابل افسوس تھا۔ لیکن اب کیا کہا جائے۔ جبکہ یہ حرکت اس کے مولانا سے سرزد ہوئی ہے۔ اور جو اس پر اس قدر زور دے رہی ہیں۔ کیا اسی مضمون میں دوسرے موقع پر لکھتے ہیں۔

در عدل ہمارے پاس پہلے سے موجود تھی۔ اور ہم چاہتے تھے۔ کہ یہ کتاب ملک کے خرمین امن میں آگ لگا دینے والی ہے۔ ہمیں حق حاصل تھا۔ کہ اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے۔ مگر ہم نے صبر کیا۔ اور چپ رہے۔

ہم تیزان ہیں۔ اسے حافظہ نباشد کا نتیجہ قرار دیں یا دیدہ دانستہ خلاف بیانی اور روئے گئی۔ اگر پیغام صلح خود ہی بتا دے کہ اس کے مولانا عصمت اللہ صاحب کی اس حرکت کا کیا نام رکھا جاسکتا ہے۔ تو بہتر ہوگا۔

رہا وہ معاہدہ جس کا پیغام صلح نے ذکر کیا ہے۔ اگر وہ اشتعال خیزوں پر بھی عادی ہے۔ جو اس سے قبل شائع ہو چکی ہیں تو خود غیر مبائع کو اپنی وہ تمام تحریریں تلف کر دینی چاہئیں۔ جو میں جماعت احمدیہ کے خلاف ذاتی حملے کئے گئے۔ اور خلاف ہند میں الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ یا کم از کم یہ اعلان کر دینا چاہیے۔ کہ اب ان کی اشاعت نہیں کی جائیگی۔ اور ان کا کوئی اور ایڈیشن منع نہیں کرایا جائیگا۔ ان کتابوں میں سے ایک کے متعلق ہم کسی گذشتہ پرچہ میں پیغام صلح کو خاص طور پر توہین دلائی گئی ہے۔

اس قسم کی کارروائی کے بعد پیغام صلح یا مولانا عصمت اللہ صاحب کو در عدل کے خلاف آواز اٹھانے کا حق ہو سکتا ہے۔ اور ہم یقین دلاتے ہیں۔ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ اس وقت اس پر مشا سبت نور فرمائیں۔ لیکن جب تک وہ اپنی دل آزار کتابوں کی اشاعت کو روک نہیں دیتے۔ اور ان کا چھپنا بند نہیں کر دیتے۔ اس وقت ہم انہیں کوئی حق نہیں دے سکتے۔ کہ در عدل کی کسی کتاب کے خلاف اشتعال خیزوں کو بھڑکانے اور اشتعال دلانے کی کوشش

ان مجید کی مثل بنا کر خبط!

پندت دھرم بھکشو کو انعامی پہنچ

قرآن مجید کی بے نظیری اس کے منجانب اللہ نے کا درخشاں بنا دیا ہے۔ لایا توں بمثلہ کا ارشاد ہر زمانے در ہر قوم پر ساری میں صادق آتا ہے۔ عرب کے ادیب۔ فقہاء شعرا اور مبلغوں کی شان اعجازی کے سامنے گنگ ہو گئے۔ عجم کی حکمت سلف خدا دانی و خدا شناسی کی راہیں محقق پنج ثابت ہو گیا۔ خدا دید عرب کو اس کی فصاحت و بلاغت۔ لطافت و روانی نے سلیم خم کرنے پر مجبور کر دیا۔ دیگر ممالک کے لوگ بھی لہذا تعالیٰ کی معرفت کے جملے شیرین سے سیراب ہوئے۔ مگر مائیدین حق ہمیشہ اس دعویٰ کی تائید پر ہیں جس میں ہوتے رہے۔ اور انہوں نے اس کی مثل لانے کے لئے ناکام کوششیں بھی کیں۔ لیکن آج تک یہ شخص بھی اس مقصد میں کامیاب نہیں ہوا۔ بلکہ جو بھی اس مقابلہ کے لئے اٹھا بعد ذلت و رسوائی ناکام ہوا۔ اور اس سے قرآن پاک کی بے مثالی پر اور بھی ہر توثیق ثبت ہو گئی۔

باقی آریہ سماج کی اس غلط روش کی اقتدار میں پندت دھرم بھکشو کا قدم بہت آگے ہے۔ کہ بلا سوچے کچھ اعتراض کرتے بائیں۔ خواہ مخالف کے کلام کو سمجھنے کی بھی قابلیت نہ ہو۔ چنانچہ پندت مذکور نے "آریہ مسافر لکھنؤ" جلد ۴ نمبر ۱ میں بعنوان "تجلیا قرآن فعل انسانی نہیں" بے ہودہ طور پر چند عربی فقرات لکھے ہیں۔ جن کو وہ آیات خود ساختہ "قراردیکر قرآن پاک کی مثل بتلاتا ہے۔ ان پر نظر تنقید ڈالنے سے پیشتر میں بزرگ رہنا چاہتا ہوں۔ کہ پندت دھرم بھکشو قرآن مجید کے سمجھنے کی بھی لیاقت نہیں رکھتا۔ چہ جائیکہ اس کی مثل بنا سکے۔ دیکھیے آریہ مسافر نمبر ۱۲ صفحہ ۱ پر لکھا ہے۔

"بسم صدق سبعا من المتانی و القرآن العظیم۔ یہ سورۃ (فاتحہ) قرآن کے آٹھ حصوں میں سے سات حصہ ہے۔ باقی قرآن ۱۶ حصہ شمار کیا جاتا ہے۔" حالانکہ یہ مطلب آیت بالا کا سراسر باطل ہے۔ آیت میں بتایا گیا ہے۔ کہ نبی کریم صدم کو بار بار پڑھی جانے والی سات آیتیں اور القرآن العظیم دیا گیا ہے۔ نہ یہ کہ قرآن کا بچہ حصہ یہ سورۃ ہے۔ کیا اسی سخن تمہیں پر سخن گوئی کا دعویٰ ہے؟ آیات خود ساختہ کی تعداد چالیس ہے۔ جن میں بعض تو خالص آیات قرآنی ہیں۔ ان کو چھوڑ کر ایک بھی آیت ایسی

نہیں جسے معنی و مطلب فصاحت و بلاغت سے قطع نظر کرتے ہوئے لفظی طور پر صحیح بھی قرار دیا جاسکے۔ ان چند سطور میں اکیس برس لفظی غلطیاں ہیں۔ معانی کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ پندت دھرم بھکشو نے قرآن مجید کے الفاظ کو ہی ادھر ادھر کر کے مثل بنائی چاہی تھی۔ گویا مقابلہ کیا ہے۔ نقل قرآن کا ایک غلط مظاہرہ ہے۔ مگر پندت مذکور کو معلوم ہونا چاہیے۔ کہ "نقل را عقل باید"۔ ورنہ نقل بھی انسان کی ذلت و رسوائی کا موجب ہو جاتی ہے۔

فریق ثانی کو ان فقرات پر ناز ہے۔ کیونکہ بزم خود تو وہ ان کو آیات فرقانی کے ہم پلہ خیال کرتا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے۔ "معقولی طور پر میں اس دعویٰ کی بڑے زور سے تردید کر سکتا ہوں۔ کہ قرآن لسانی معجزہ ہے۔ میں کوئی عرب نہیں۔ نہ میری مادری زبان عربی ہے۔ نہ مجھے کچھ علمی ہے۔ میں تو ایک نہایت ادنیٰ درجہ کا مجھول اور جاہل ہوں۔ پھر بھی قرآن کی مثل لانے کا دعویٰ رکھتا ہوں۔ ذیل کی چند آیات پیش نظر ہیں۔ جو میں نے کبھی لاہور میں اور کبھی لکھنؤ میں دیکھ کر تصنیف کی ہیں اور وہ بھی محض اس غرض سے کہ بزم و گمان دور ہو۔ اور لوگ سمجھ لیں۔ کہ قرآن بلحاظ فصاحت و بلاغت کوئی لسانی معجزہ نہیں۔ اور نہ اس کی مانند لانے میں ہر ایک انسان عاجز ہے۔ بلکہ ہر ایک لکھا پڑھا جو زبان عربی سے محسوس رکھتا ہے۔ قرآن جیسی عبارت بنا

سکتا ہے۔ (خاکش بدین ناقل) نمبر ۱۱ صفحہ ۱۷
ہما شہ دھرم بھکشو کو شکوہ ہو گا۔ اگر ہم اس کی محترمہ آیات کو ناظرین تک نہ پہنچائیں۔ لیجئے مندرجہ بالا شیخوں کو بد نظر رکھتے ہوئے چیدہ آیات خود ساختہ کا مطالعہ فرمائیں لکھا ہے۔

یا ایہا الکاسریاء انتم من الانبیاء بالاستغناء و اولیاء اللہ الذین یورسلون من السماء روحی علیہم الوحي بالحکمۃ و استفسارہ و الشمس الباسرۃ غیظلمات و البعیر اذ یتذکر القرآن و الملائکتہ اجنحة و الحجات ہ فاسلموا بالایمان و سلموا علیہ سرسلنا الیک النبی بشیرا و رسولاً جعلناک الانسان حیات و رحمتہ و روح معقولاً و انا خلقت الارض بالجبال و خلقنا الانسان من صلصال الطعما لہ شئی ما کولہ و الحیة الشیطان الذی یمدی بہ الناس و الشمسہر من مصنا و الحزب الخناس ہ ان ہلنا

قول مجہول و الحاد لہ لتعلمون اللہ قاصر علی ان ینزل النبی یجعلہ غیر ما عمل و اصطفیہ علی العالمین بغیر الحق قدر کہ قدر تقدیراہ اسئلن اللہ عنہم الیس انا قادر ما کفر بقہ فادخلوا الی الجہنم فرضت لکم اللہ فی النار سعیراہ کیف تظلم الشمس تجری فی السماء معلقا و القمر منزل النور موحلا و اللوالب و النجوم بہا المسخرون ہ کذا لک اسل رسو لیعطی بہ الوید مفصلا فیہ ما متقدم و متاخر اکا نوابہ الرستیون لیستحقوات ہ لعلم خرجت فرقة الامر یۃ حزبتہ اللہ الا ما ہر بمو منون یا ایہا الذین اسلموا لا تکذبوا الحق ولا تکلونوا من الکاذبون ہ الخ " اللہ ان خرافات کو قرآن پاک کے مقابلہ میں پیش کیا جاتا ہے۔

اللہ سے ایسے حسن پر یہ بے نیازیاں ایک معمولی طالب علم بھی یہ فقرات سن کر ہنس پڑے گا۔ اگر ہما شہ دھرم بھکشو "آنکس کہ نداند و بداند کہ اور اندک کے مصداق نہ ہوتے۔ تو وہ ایسا لکھنے کی ہرگز جرات نہ کرتے۔ غور کا مقام ہے کہ اگر وہ سمجھ کر لکھتے تو آریوں کے متعلق الاماہدہ جو صحت نہ فرماتے۔ کہ وہ ایماندار نہیں۔ دل تو چاہتا ہے کہ ساری خرافات دیا تندی نقل کی جائیں مگر اتنی گنجائش نہیں۔ ان سے ہی باقیوں کا قیاس کیا جا سکتا ہے۔ ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔ کیا یہی تکلیف کبھی لاہور اور کبھی لکھنؤ میں تصنیف کی گئی ہیں۔ میں پندت دھرم بھکشو کو چیلنج دیتا ہوں۔ کہ وہ ان فقرات کو فصاحت و بلاغت تو درکنار عربی زبان کی رو سے صحیح ہی ثابت کر دیں۔ چونکہ معاملہ اہم ہے۔ اس لئے پہلے ایک روپیہ بطور انعام رکھا جاتا ہے۔ تاکہ وہ ان کو صحیح ثابت کرنے کے لئے ہر ممکن جدوجہد کر لیں۔ کیا وہ اس چیلنج کو منظور کر کے انعام حاصل کرینگے؟ اس کو تو واقعات بتلائیے۔ مگر میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ وہ اور ان کے سب مددگار مل کر بھی ایسا نہیں کر سکتے جس طرح قرآن پاک کی مثل لانا ناممکن اور محال ہے۔ اسی طرح ان پراغلاط فقرات کو درست ثابت کرنا بھی کارے دار و دالی بات ہے۔

قرآن پاک کے مقابل پر ان بھونڈے فقرات کے پیش کرنے سے آریہ سماج نے قرآن مجید کے بے نظیر ہونے پر ایک اور شہادت قائم کر دی۔ کسی نے سچ کہا ہے۔ ہے۔ مگر نبوے در مقابل ہر کمرہ سیاہ کسج دانستہ جہاں شاہ کفہام

بجانب قرآن پاک کی مثل لانا ناممکن اور محال ہے۔ اسی طرح ان پراغلاط فقرات کو درست ثابت کرنا بھی کارے دار و دالی بات ہے۔

موجودہ بائبل میں

بادوجود اس کے کہ علمائے اسلام نے دلائل قاطعہ دہرائیں
 ساطر سے بائبل کا محرف اور بدل ہونا پایہ ثبوت تک
 پہنچا دیا ہے۔ مگر ابھی تک بہت سے ویسی مسیحی ہٹ سے کام
 لیتے ہوئے وہی پرانا رگ الاپے چلے جاتے ہیں کہ بائبل کے
 کل صحیفے بلا تبدیل و تحریف اور تصحیف رہے۔ ان میں کسی قسم
 کی بھی کمی بیشی نہیں ہوئی۔ (برائین نیرہ ص ۱۱۷)
 حالانکہ ایسا لکھنا یا کہنا بالبدت باطل ہے۔ کیونکہ اس
 زمانہ میں بائبل کو محرف صرف مسلمان ہی نہیں کہتے۔ بلکہ خود
 مسیحی کلیسا کے بہت سے محققین نے بھی تحقیق کرنے کے بعد
 یہی رائے قائم کی ہے۔ کہ موجودہ بائبل اصلی حالت میں ہم تک
 نہیں پہنچی۔ مثال کے طور پر ریورنڈ ڈو صاحب کی مندرجہ ذیل
 عبارت پڑھیے۔ پادری صاحب موصوف بائبل کی انگریزی
 تفسیر میں نے ہمد نامہ کی اصل حقیقت سے یوں نقاب کشائی
 کرتے ہیں:

پادری ڈو صاحب کی تحقیق

پچھلی صدیوں میں ہم مقدس
 الفاظ کی حفاظت میں وہ
 احتیاط کا خیال نہیں پاتے جو یہ نامہ قدیم کے پہنچانے میں
 پایا جاتا ہے۔ ایک نسخہ کا نقل کرنے والا بعض وقت وہ الفاظ
 درج نہ کرتا تھا۔ جو اصل عبارت میں موجود ہوتے تھے۔ بلکہ وہ
 درج کر دیتا تھا۔ جو اس کے خیال میں درج ہونے چاہتے تھے
 وہ ایک ناقابل اعتبار حافظ پر بھروسہ کرتا۔ یا بعض وقت اصل
 عبارت کو بدل کر اس فرقہ کے خیال کے مطابق کر دیتا۔ جس میں
 وہ خود ہوتا۔ ابتدائی عیسائی بزرگوں کی عبارات اور حوالجات
 کے علاوہ قریباً چار ہزار نئے ہمد نامہ کے یونانی نسخے موجود ہیں۔
 نتیجہ یہ ہے کہ اختلافات عبارت بہت زیادہ ہیں۔

یہ نہیں کہ پہلے وقتوں کے عیسائی دوسرے فرقوں کو
 زک دینے اور اپنے عقائد کو قوی اور مستند بنانے کے لئے عبارتوں
 میں تبدیلیاں کر لیتے تھے۔ بلکہ اس روشنی کے زمانہ میں بھی
 برابر اس طور کی کارروائیاں عمل میں آتی رہتی ہیں۔ اور اب
 بھی مسیحی کلیسا کے ذمہ دار ممبر اکثر اتن سے پناہ ڈھونڈنے
 کے لئے بائبل میں حسب مرضی تغیر کرنے میں باک نہیں سمجھتے۔
 جو دلیل ہے اس امر کی کہ موجودہ بائبل قطعاً ایسی نہیں
 جس کے متعلق یہ کہا جاسکے کہ بائبل کے
 کل صحیفے بلا تبدیل و تحریف اور تصحیف رہے۔ ان
 میں کسی قسم کی بھی کمی بیشی نہیں ہوئی۔

اس جگہ اتنی گنجائش نہیں۔ کہ کلیسا کے دینداروں کی
 تمام تحریفیں درج کی جاسکیں۔ اس لئے نمونہ صرف ایک دو
 نظریں دئے دیتے ہیں:

پہلی نظیر
 انجیل متی کے بارہویں باب میں لکھا ہے۔
 جب ایک موقع پر بعض فقیروں اور نریوں
 نے حضرت مسیح علیہ السلام سے کہا۔ کہ آگے استاد تم حج سے ایک
 نشان دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو اس نے انہیں جواب دیا۔ کہ اس
 زمانہ کے بد اور حرام کار لوگ نشان ڈھونڈتے ہیں۔ پر یونس
 نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان انہیں دکھایا نہ جائیگا۔
 کیونکہ جیسا یونس تین دن اور تین رات مچھلی کے پیٹ
 میں تھا۔ ویسا ہی انسان کا بیٹا تین دن اور تین رات زمین
 کے دل میں ہوگا۔ (متی ۱۲: ۴۰)

جن لفظوں میں یہاں حضرت مسیح نے اپنے زمین میں
 دفن ہونے اور پھر جی اٹھنے کی پیشگوئی کی ہے۔ چونکہ وہ حرفت
 بجز پوری نہیں ہوئی۔ اس لئے صحابہ شلیٹ نے لوگوں
 کے طعن اور اعتراضوں سے بچنے کے لئے پیشگوئی کے اصل
 الفاظ ہی بدل ڈالے۔

حضرت مسیح کی اصل پیشگوئی یہ تھی۔ کہ جس طرح یونس
 نبی تین دن اور تین رات (۳ دن) مچھلی کے پیٹ میں رہے
 اسی طرح میں بھی قبر میں تین دن اور تین رات رہونگا۔ جو
 واقعات کی رود سے غلط ثابت ہوئی۔ کیونکہ وہ جمعہ کی شام
 کو قبر میں رکھے گئے۔ اور جب اتوار کی صبح کو انہیں دیکھا گیا۔ تو وہ
 وہاں سے غائب تھے جس کا بالفاظ دیگر یہ مطلب ہوا۔ کہ وہ
 ایک دن اور دو رات یا اگر جمعہ کی شام کو بھی دن ہی فرض
 کر لیا جائے۔ تو دو دن اور دو رات قبر میں رہے۔ لیکن چونکہ
 یہ مان لینے پر بھی ان کا حسب پیشگوئی تین دن اور تین رات
 قبر میں رہنا ثابت نہیں ہوتا تھا۔ اس لئے پرستاران شلیٹ
 نے اس جھجھٹ سے نجات پانے کے لئے پیشگوئی کے اصل الفاظ
 کو ہی بدل دیا۔ اور بجائے تین دن اور تین رات کے تین
 رات دن کر دیا۔ جو کھلا کھلا تغیر ہے۔

دوسری نظیر
 چونکہ متی کے محولہ بالا مقام پر تین
 دن اور تین رات کی بجائے تین رات
 دن کر دینے سے بھی پادریوں کو مخالفوں کے اعتراضوں کا
 نشانہ بنا رہنے کا خوف تھا۔ کیونکہ حضرت مسیح نے صرف
 یہی نہیں کہا تھا۔ کہ میں تین دن اور تین رات قبر میں رہونگا
 بلکہ یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ جیسے یونس نبی تین دن اور تین رات
 مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ اسی طرح ابن آدم بھی تین دن اور
 تین رات قبر میں رہیگا۔ چونکہ حقیقت میں یونس نبی تین
 دن اور تین رات ہی مچھلی کے پیٹ میں رہے تھے۔ اس لئے

صرف متی کے محولہ بالا مقام پر ہی تین دن اور تین رات کی
 بجائے تین رات دن کر دینے سے کام نہیں چلتا تھا۔
 اس لئے متی میں تحریف کرنے کے ساتھ ہی کتاب یوناہ
 میں بھی تبدیلی کرنی پڑی۔ وہاں لکھا تھا۔

یوناہ تین دن اور تین رات مچھلی کے پیٹ میں رہا۔
 یعنی حضرت مسیح کی ایک غلط پیشگوئی کو واقعات
 کے مطابق بنانے کے لئے پادریوں کو نہ صرف متی کی انجیل
 میں ہی تحریف کرنا پڑی۔ بلکہ یونس نبی کی کتاب یوناہ میں
 بھی دست اندازی کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور بغیر
 کسی جھجک کے وہاں بھی تغیر کر دیا۔

فضل حسین احمدی صاحب قادیان

حیات نامہ مفت

حضرت میرزا نواب صاحب رضی اللہ عنہ (نانا جان)
 سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بزرگوں میں ارفع شان رکھتے ہیں۔ اور
 بلا مبالغہ وہ سلسلہ کی موجودہ اور آئندہ نسلوں کے بہت بڑے
 محسن ہیں۔ ان کی خدمات ذاتی سلسلہ میں عظیم الشان ہیں
 میں نے حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری اجازت
 اس لئے لکھی تھی۔ کہ ایک شکر گزار اور محسن شمس قوم کا فرزند
 اپنے بزرگوں اور محسنوں کے کارناموں کو زندہ رکھے۔ تاکہ
 آئندہ آنے والی نسوں میں وہی روح پیدا ہوتی رہے۔
 مجھے افسوس ہے کہ اس سوانح ناصر کی اشاعت بہت ہی
 کم ہوئی ہے۔

ایک بزرگ نے ایک سو جلدیں خرید کر مفت تقسیم
 کرنے کے لئے میرے حوالہ کی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ جو اجاب
 خریدنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اور شوق سے اسے پڑھتا
 چاہتے ہیں۔ وہ ایک آٹھ ٹکٹ محصول ڈاک کے لئے بھیج کر
 منگوالیں۔

یہ کتاب بچوں اور جوانوں اور بوڑھوں سب کو
 پڑھنی چاہیے۔ ہر گھر میں اس کا ایک نسخہ لازماً ہونا ضروری
 ہے۔ بہر حال حاجتمند درخواست معہ ٹکٹ بھیجیں۔
 خاکسار
 عرفانی ایڈیٹر احکم و امداد باہمی قادیان دارالامان

سیکرٹری صاحبان تبلیغ کو کرنا دہانی

پیغام صلح کا غلط بیانی پر اصرار

ہوتے ہیں۔ یہ ان کے پتے کھانے شروع کر دیتی ہے۔

علاج

جو بھونڈی پہلے پہل بہا میں نمودار ہوتی ہے۔ وہ سخت نقصان دہ ہوتی ہیں۔ اور آئندہ کے لئے انڈے دے کر اپنی نسل چھوڑ جاتی ہے۔ اس لئے اس کو تباہ کرنے کے لئے باقاعدہ کوشش کرنی چاہیے۔

زمیندار عموماً پودوں پر راکھ کا برادہ ڈال دیتے ہیں۔

اس لئے بھونڈی راکھ والے پتوں پر حملہ کرنے سے کم دیش رک جاتی ہے۔ مگر اس ترکیب سے کلی طور پر فائدہ نہیں ہوتا۔ اگر راکھ کے ساتھ تھوڑا سا مٹی کا تیل ملا دیا جائے تو اس کی بدبو سے بھونڈی دور بھاگنے کی کوشش کرے گی۔

خشک چونا اور پیسے ہوئے تباہ کو کے پتے راکھ کے ساتھ برابر مقدار میں ملا کر اس کا برادہ پتوں پر ڈالنا چاہیے۔

اگر راکھ میں کوئی نہ ہر بل چیز ملائی جائے۔ تو اور بھی فائدہ ہوگا۔ اس مطلب کے لئے پیرسی گرین (جو ایک قسم کی زہریلی راکھ یا سٹرکول کی باریک مٹی ایک اور آٹھ کی نسبت سے ملا کر استعمال کرنی چاہیے۔ یعنی ایک حصہ پیرسی گرین اور آٹھ حصے باریک مٹی تول کر ملا لینا چاہیے۔ بعد

ازاں ڈسٹنگ مشین کے ذریعہ پودوں پر ڈال دینی چاہیے۔

اگر مشین میسر نہ ہو۔ تو کپڑے کی تھیدار استعمال ہو سکتی ہیں۔ یا کسی چھوٹے سے برس مشین "ٹنڈ" یا چھوٹے سے عالی

تین میں راکھ بھر کر اس کا منہ کسی باریک کپڑے سے بانوہ

دیں۔ اور اس کو الٹا کر کے پودوں کے پتوں پر ملائیں۔ اس

طریقہ سے برادہ اچھی طرح سے ڈالا جا سکتا ہے۔

۱۔ برادہ علی الصبح ڈالنا چاہیے۔ جبکہ پتوں پر ان

پٹری ہوئی ہو۔ تاکہ دوئی پتوں کے ساتھ چھٹی رہے۔ برادہ

ہفتہ میں ایک دفعہ ضرور ڈالنا چاہیے۔

۲۔ راکھ کو دوئی میں ملانے سے پہلے کپڑے کے ذریعہ

چھان لینا چاہیے۔ تاکہ باریک راکھ استعمال ہو سکے۔ باریک

مٹی یا راکھ پتوں سے خوب چھٹی ہے۔

۳۔ پودے کے تمام پتوں پر نیچے اور اوپر برادہ ڈالنا چاہیے۔

تاکہ کوئی حصہ بغیر زہر کے عالی نہ رہ جائے۔ کپڑے کی تفصیلی

استعمال کے وقت ہوا کی مدد لی جا سکتی ہے۔ یعنی جس طرف

ہوا آ رہی ہو۔ پودے پر اسی جانب سے برادہ ڈالنا چاہیے۔

تاکہ ہوا سے زہر خود بخود پتوں کی خلی سلج پر بھی پڑ جائے۔

۴۔ ہر بارش کے بعد برادہ چھڑکنا ضروری ہے۔

۵۔ جس دن ہوا زور سے چل رہی ہو سوادہ نہیں چھڑکنا چاہیے۔

اگر اور کوئی طریقہ نہ اختیار کیا جائے۔ تو بھونڈیوں

کو پکڑ کر مار ڈالنا چاہیے۔ یہ طریقہ خصوصیت سے شروع موسم میں

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الفضل۔ السلام علیکم براہ ہر بانی یہ مضمون

اخبار میں درج فرما کر مشکور فرمائیں۔ میرے متعلق اخبار پیغام صلح

میں جو مضمون فسخ بیعت کا شائع ہوا تھا۔ اس کی تردید میں میرے

کیا تھ کر دی تھی۔ مگر پھر اخبار پیغام صلح میں لاہوری جماعت

کے سیکرٹری مولوی غلام ربانی صاحب نے یہ شائع کرایا ہے۔

کہ میں نے فسخ بیعت کی چٹھی مولوی صاحب مذکور کے سامنے

لکھی تھی۔ مولوی صاحب کا جھوٹا تو روز روشن کی طرح

عیاں ہے۔ کیونکہ اگر یہ چٹھی میری ہوتی۔ تو اس میں اس قدر

خلافت واقعات بیانات نہ ہوتے۔ جو کہ میں پہلے ظاہر کر چکا

ہوں۔ یہی مولوی صاحب میرے پاس مورخہ ۲۷ مارچ

کو دو آدمیوں کے ساتھ آئے۔ اور کہنے لگے آپ مجھے ہر بانی

کر کے لکھ دیں۔ کہ اخبار پیغام صلح میں جو مضمون شائع ہوا ہے

وہ میرے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔ اور اخبار الفضل کا

مضمون میرے ہاتھ کا لکھا ہوا نہیں۔ کیونکہ اس میں ہماری

جماعت کی اور خصوصاً میری بدنامی ہے۔ میں نے انہیں

کہا۔ آپ نے اپنی بدنامی خود کرائی ہے۔ ناں بعد انہوں نے

کاغذ لگا لگا اور اس پر مندرجہ بالا مضمون لکھ کر کہنے لگے۔ آپ

اس پر دستخط کر دیں۔ کہ اس تحریر کے ساتھ میرا اتفاق ہے

اب یہ بات مولوی غلام ربانی صاحب نے محض اس لئے

لکھی ہے۔ کہ بدنامی کا دھبہ دھل جائے۔ اور یہ بالکل لکھا

فاکسار مشتاق احمد از راولپنڈی

کی

فصلوں کو "لال بھونڈی" سے محفوظ رکھنے کی

ترکیب

مستر افضل حسین صاحب ایم۔ اے۔ ایم۔ ایس۔ سی

اینٹو مولو جسٹ گورنمنٹ پنجاب اور سید عبداللہ شاہ صاحب

اینٹو مالو جسٹ اسٹنٹ لائل پور نے اس خوفناک کپڑے کے

متعلق تحقیقات کی ہے۔ جسے زمیندار لال بھونڈی کہتے ہیں

اور جو کھیرا لکڑی۔ خرپوزہ۔ ترپوزہ۔ اور کدو وغیرہ کی فصلوں

کو سخت نقصان پہنچاتا ہے۔

"لال بھونڈی" سردی کے موسم میں ایسے خشک پتوں

اور کدو وغیرہ کی بیلوں کے ڈھیر میں جو کھیتوں کے کنارے

پر پڑے رہتے ہیں۔ چھپ کر گزار دیتی ہیں۔ اور ہمارے

شروع میں باہر نکل آتی ہیں۔ جو ہنی پودے اگنے شروع

میں نے افضل ۲۳ مارچ ۱۹۲۸ء میں زیر عنوان سیکرٹری

صاحبان تبلیغ سے درخواست بند شدہ اخبار فاروق کے اجراء

کینے اپیل کی تھی جس میں یہ درخواست کی گئی تھی۔ کہ آخر مارچ

تو نام تک فاروق کے لئے پانسو خرپوزہ ہمایا فرما کر اس کو دربار

ری کرنے کا ثواب حاصل کریں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ اب جو

وقت کے جملہ اجاب سلسلہ عموماً دیکر سیکرٹری صاحبان تبلیغ

خصوصاً اس پر پوری توجہ نہیں کر سکتے۔ تاہم چند مقامات سے

چھ چھ سات سات خریداران کی اطلاع میں متجاہب سیکرٹری

صاحبان ملتان و جہلم و سکندریہ آباد کو موصول ہوئی ہیں۔

جنزاہم اللہ احسن الجزائر۔ میں نے اپیل میں یہ لکھا تھا۔

کہ ہر ذی احمد یہ انجمنوں کے جملہ سیکرٹری صاحبان اگر اپنی انجمن

کے مقامی نمائندے سے مشترکہ طور پر ایک ایک پرچہ فاروق کا جاری

کرائیں۔ تو تین سو خرپوزہ صرف انجمنوں سے ہو سکتے ہیں۔

اس لئے میں مکر توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ہر ایک انجمن فاروق کا کم

از کم ایک ایک پرچہ سالانہ چند مبلغ چار روپیہ پیشگی ارسال

فرما کر جاری کرانے اور دیگر مزید خریداران کے واسطے خاص

کوشش فرما کر یا پانچ سو خرپوزہ جلد سے جلد پورے کر دے جائیں

فاروق ایک قومی پرچہ ہے۔ اور عہد فلانت ثانیہ میں جاری

ہوا ہے۔ آپ کی غیرت کا یہ تقاضا ہے۔ کہ وہ جلد سے جلد دو یا

چداری ہو کر خدمت سلسلہ میں آگے قدم بڑھائے۔ پانچ سو خریداران

میں سے اگر ۵ خریداران فاروق کی سرپرستی منظور فرما کر پانچ

دس روپے سالانہ امداد عطا کریں۔ اور ۲۰۰ خریدار بحساب پانچ

روپے سالانہ خاص چندہ دیں۔ اور باقی ۲۵۰ خریدار عام چندہ

چار روپے سالانہ ادا کرنے والے ہوں۔ تو امید ہے کہ فاروق

اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے گا۔ اور آپ کو ڈبل ثواب حاصل

ہوگا۔ ایک تو خریداری کا دوسرا فاروق کو دوبارہ کوشش کر

جاری کرانے کا۔ پس امید ہے کہ اب مجھے سہ بارہ آپ کو کہنے

کی ضرورت نہ ہوگی۔ اور اپریل ۱۹۲۸ء کے آخر تک آپ پانسو

خرپوزہ پیشگی چندہ حسب توفیق ادا کرنے والے ہمایا کر کے داخل

ثواب ہوں گے۔ خریداران کی درخواست اور چندہ پیشگی

کی رقم براہ راست ایڈیٹر صاحب فاروق قادیان کے نام ارسال

فرمائیں۔ اور درخواست و تبلیغ میں اس کی اطلاع دیں کہ اتنے

خرپوزہ اور چندہ ارسال کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر کار

یہ مضمون لکھنے کے لئے ایڈیٹر صاحب اخبار الفضل کو شکریہ ادا کرتا ہوں۔

برکت شریعت

آج دنیا مادیات کی طرف جھک رہی ہے اور محض اسباب کی رعایت میں فطرت کا مقابلہ کرتے ہوئے کہیں سے کہیں نکل گئی ہے۔ بعض اہل علم کے مشغول رکھیے۔ کہیں ڈاڑھی کی اقسام اور ان کی تفصیلاً پر مضمون ہے۔ کہیں عورتوں کے سر کے بالوں پر طبع آزمائی ہوتی ہے۔ اور کہیں پردہ سے ہی صفائی کی اپیل ہے۔ اہل مغرب تو اس میں مشغول تھے ہی۔ اب اہل مشرق بھی سمجھ رہے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ زمانہ کے بڑھتے ہوئے انفلکس اور نالائق اولاد کی کثرت سے متاثر ہو کر اب اہل مغرب کی تقلید میں "کثرت اولاد کو روکنے کی ضرورت" پر خاموشی شروع کر دی گئی ہے۔ مادیات اور اسباب پر بھروسہ کر کے زمانہ اس قدر روحانیت سے دور ہو رہا ہے۔ کہ آج انسان کے لئے ہر قدم پر ٹھوکر موجود ہے۔ کسی نے اسی زمانہ کو مد نظر رکھ کر کہا ہے

سہ کہ رہا ہے تجھ سے اب دور فلک یوں بر ملا
دل قوی رکھ۔ مرد بن۔ ہوشیار ہو۔ گھبرانہ جا

رسالہ نور جہاں کے ایک گذشتہ پرچہ میں ایک مضمون "کثرت اولاد کو روکنے کی ضرورت" پر صنف نازک کے ایک فرد کے قلم سے نکلا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مغربی تہذیب کا بڑھنا ہوا اتر مردوں سے گذر کر اب عورتوں کے دلوں میں بھی گھر کر گیا ہے۔ ان خاتون صاحبہ نے اپنے مضمون میں جو دو جو بات دی ہیں۔ ان کا لب لباب انہی کے الفاظ میں یہ ہے۔

(۱) "بتائیے۔ کہ جس شخص کی آمدنی نہیں بچے سے بھی کم ہو۔ وہ شخص شادی کر کے پہلے تو ایک سے دو ہو جائے۔ پھر کیا وہ اولاد کی آرزو کرے؟ آگے چل کر فرماتی ہیں:-

"اگر ایسے لوگ بچوں کی آرزو نہ کریں یا آرزووں اور امانوں کے لئے ایک آدھ بچے کو کافی خیال کریں۔ اور مزید بچوں کی آرزو نہ کریں۔ تو کیا قباحت ہے۔ اس لئے کہ دنیا میں ناکارہ اور ڈیسل زندگی بسر کرنے کے لئے بچے پیدا کرنے سے لاد رہنا زیادہ اچھا ہے"

(۲) "یہ ہو سکتا ہے۔ کہ والدین میں سے کوئی اپنے خون میں آتشک۔ جذام یا سلس وغیرہ کے اثرات رکھتا ہو۔ اطبائے بالائے قیاس بیان کیا ہے۔ کہ ایسے امراض اولاد میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ اور اولاد کی عمر میں کسی نہ کسی وقت ان کا ظہور ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کا دنیا میں اولاد پیدا کرنے سے کیا حاصل کیا

(۳) درہم اسے ملک میں طاعون پھیلنے وغیرہ جملہ ملک اور

مستعدی امراض اس قدر ہلاکت کا باعث نہیں ہوتے۔ جس قدر عورتوں کے حق میں زچگی باعث ہلاکت ہے۔ "عورتوں کو اپنے قوی۔ اپنی صحت اور ڈاکٹر کے مشورہ سے یہ سٹے کرنا چاہیے۔ کہ وہ ماں بننے کی مصیبت برداشت کر سکیں گی۔ یا نہیں۔ ورنہ اپنی اونچے دونوں کی زندگی ہلاکت میں ڈالنے سے کیا حاصل کیا" یہ وجوہات پیش کر کے آپ مشورہ دیتی ہیں۔ "ہر شخص اپنے انفرادی حالات کے لحاظ سے پیدائش کو اپنے قابو میں رکھے" خاتون موصوف ایک مسلم گھرانے کی چشم و چراغ ہیں تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے ایک درد مند دل رکھتی ہیں۔ اسی درد کو محسوس کر کے انہوں نے اپنے طبقہ نسوان کے ایک حصہ کی ترجمانی کی ہے۔ مگر میں انہوں سے عرض کروں گا۔ کہ آج دنیا کے اسلام کا کثیر حصہ اپنے دکھ۔ درد کا علاج صرف مغربی تہذیب کی تیر گروہ جیٹے والی روشنی میں ڈھونڈ رہا ہے۔ کاش! وہ اس کتاب میں تامل کرتا۔ جسے "کتب قیمہ" کہہ کر اللہ تعالیٰ نے پکارا ہے۔ اور جس کا دوا ہے "صدی للمتقین" یعنی عوام کے لئے ہدایت تو ہے ہی۔ سستی لوگوں کے لئے بھی ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی سرچشمہ ہدایت میں فرماتا ہے۔ "ان ربك يبسط الرزق لمن يشاء وليقدر رطانه كان لعباده خبيرا بصيرا" ولاتقتلوا اولادكم خشية املاق سخن نوز قہم وایا کہ ان قتلہم کان خطا" گبیرا سورہ نبی المزلزلہ) ہمیشہ تمہارا رب ہی رزق فراخ کرتا ہے جس کا چاہے۔ اور تنگ کرتا ہے جس کا چاہے۔ وہ اپنے بندوں سے باخبر ہے۔ اور دیکھ رہا ہے تم اپنی اولاد کو تنگی رزق کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم ہی ان کو اولاد کو اور تم کو رزق دینے والے ہیں۔ اولاد کا قتل کرنا بلاشبہ بہت بڑا گناہ ہے۔

برکت کنٹرول یعنی اولاد کا متروک ہے۔ کیونکہ اولاد پیدا کرنے کے لئے ضروری ایسا تجویز اختیار کی جائیگی جن سے لطف رحم میں داخل ہو سکے۔ ایسے بہت ہی کم ہونگے۔ کہ مجامعت سے ہی دست بردار رہیں اب اگر اس تجویز پر عمل شروع کر دیا جائے۔ تو اس کا قدرتی نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ قوم کا اخلاقی پہلو گر جائیگا۔ اور خود غرضی اور حرص کا پہلو بڑھ جائیگا۔ لطف ضایع کرنے کی تراسیل اختیار کرنے سے جو مرد اور عورت کو بیماریاں لگ جائیگی۔ ڈالگ۔ الغرض قوم کی قوم مجسم گناہ بننے لگے گی۔ اس بھاری خطرے کو مد نظر رکھتے ہوئے قرآن کریم میں خیر و عظیم خدا سے کہا ہے۔ "ان قتلہم کان خطا" گبیرا اس سے کبیرہ گناہ اور کیا ہو گا۔ کہ انسانی نسل کو بھینٹنے سے روکنے کی کوشش کی جائے۔ انسان کی سمجھ اور عقل محدود ہے۔ اسے کیا معلوم۔ کہ اس لطف سے جسے وہ ضایع کرنا ہے۔ تاسا بڑا انسان پیدا ہو جائے۔ جو قوم کو لڑا اور محبت کی غبار سے نکال کر ترقی اور کامیابی کی بلندی پر لے آئے۔ اسلام اندھا دھندہ کل کی تعلیم پر گزرتی ہے۔ اسباب سے پرہیز کرنا بڑا نادر ہے۔ مگر اسباب پر بھروسہ رکھو۔ بھروسہ مسیبت

رکھو۔ رزق پیدا کرنے کے ذرائع اختیار کرو۔ مگر انکو رازق سے ہی جس وہ ذرائع اختیار کرنے کی سمجھ عطا کی۔ اور اسباب کا دروازہ کھول دیا۔ بچوں کی تعلیم و تربیت اسلامی اصول پر شروع کی جائے۔ پہلے انکی تعلیمی بنیاد قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے شروع کی جائے۔ پھر رائج الوقت تعلیم اپنی ہمت اور وسعت کے مطابق دلائی جائے۔ ریاضت اور جفاکاری کی تعلیم ان کی گھٹی میں ہو۔ ثابت قدمی اور استقلال کی لوریاں وہ گولے میں سنیں۔ اولاد کو شروع سے ہی عیش و عشرت کا عادی بنانے کی بجائے جفاکشی اور ریاضت کی طرف متوجہ کیا جائے۔ انہیں اپنا پیٹ پالنے کیلئے کوئی پیشہ کوئی مزدوری عمارتہ معلوم ہو۔ موجودہ زمانہ کو مد نظر رکھ کر ایک قوم اپنی تعداد کے بڑھانے کی فکر میں ہے۔ اگر خدا کا ارادہ ہو تو اسے ڈر کر مسلمان مرد اور عورتوں نے اس نئی تجویز پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ تو پھر اسلام کی تباہی کے لئے کسی بیرونی حملہ کی ضرورت نہیں کیونکہ کم اولاد پیدا کرنے سے موجودہ افلاس اور غربت ہرگز ہرگز بدل نہ سکیگا۔ تو جی اللہ کو دور کرنے کے لئے میرے خیال میں قوم کی کثرت کی ضرورت ہے نہ کہ قلت کی۔ جب کسی قوم کو اس کی قلت کی وجہ سے جاڑ حقوق ہی نہیں ملی ترقی تو دور کنار۔ ارتقائی اور ذہنی ترقیات کے لئے بھی مسدود ہو جائیگا۔ محترمہ خاتون زیادہ افلاس سے متاثر ہوئی ہیں۔ ان کے باقی وجوہات ایسے اہم نہیں ہیں۔ میں اس سے متفق ہوں۔ کہ شادی رچانے سے پہلے مرد و عورت کو ڈاکٹر سے مشورہ لے لینا چاہیے۔ کہ آیا کسی قسم کے مستعدی اور کمزوری کے جراثیم تو ان میں موجود نہیں۔ جو کسی وقت پھوٹ نکلیں اور اپنے علاوہ اولاد کی تباہی کا بھی موجب ہوں۔ ایسی حالت میں انہیں شادی سے احتراز کرنا لازمی ہے۔ جب تک مکمل علاج نہ ہو جائے اور نظر ہری طور پر کوئی آئندہ کیلئے ایسی مرض کا شبہ باقی نہ رہ جائے۔ ان کی شادی ملتوی ہو جانی چاہیے۔ یہ نہیں۔ کہ شادی تو کر دی جائے مگر بچے پیدا نہ کئے جائیں۔

تیسری وجہ خاتون مذکورہ نے زچگی میں ہلاکت کی کثرت بیان فرمائی ہے۔ میرے خیال میں یہ تعلیم یافتہ دایوں کی کمی کی وجہ سے ہے۔ دیہات میں تو جس بڑھیا کوئی اور کام نہ ملے۔ وہ طایین کر اپنا پیٹ پالنے کی تجویز تو ضرور نکال لیتی ہے۔ مگر وہ اپنے اکھڑن اور جاہلیت سے سینکڑوں امراض کا دروازہ کھول دیتی ہے۔ اس میں شک نہیں ہے۔ کہ ۸۰ سے ۸۵ فیصدی عورتیں ہندوستان میں رحم کے مختلف مراض میں مبتلا ہیں۔ مگر اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ ملک نے تعلیم نسوان کی طرف بہت ہی کم توجہ کی ہے۔ اور خاص کر مدوائف فری اور دایہ گیری کی طرف بہت توجہ پر دہی برتی گئی ہے۔ اگر ملک میں مدوائف اور تعلیم یافتہ دایہ کثرت ہو جائیں۔ تو عورتوں کے موجودہ امراض بڑھنے سے روک جائیں گے۔ اور آئندہ نسل کے لئے یہ ہلاکت کا دروازہ کلی طور پر بند ہو سکتا ہے۔ ہر مرض کا صحیح علاج کرنا چاہیے۔ نہ کہ زچگی میں ہلاکت کی کثرت اور اولاد پیدا کرنے کی ٹھان لینی چاہیے۔ (باقی)

ڈاکٹر سید رشید احمد جمہاد میمون

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اولاد حاصل کرنے کی

حیرت انگیز دوائی

اگر واقعی آپ اولاد حاصل کرنے کے متمنی ہوں تو
آرڈر منڈ ہیں۔ تو

حب حمل

جو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ جیسے عظیم الشان شاہی
علیہ السلام درج الملک حافظ محمد رحیل خان صاحب دہلوی جیسے تہذیب
علیم کے خاندانی محبوب اور دیات کا بچہ ہے۔ استعمال کیجئے
اور مراد حاصل کیجئے۔ ہم نے ایسا فرض ادا کر دیا ہے۔ تاہم اٹھانا
یا نہ اٹھانا آپ کا اختیار ہے۔ قیمت حب حمل اور ایک بچوں
خاص صرف ہے۔ علاوہ معمولی ٹاک۔

شیخ مشاق احمد لندھری مہتمم احمدیوں کی
دوا گھر قادیان

لاہور عظیم جیٹ روڈ۔ اکسیر خاں زبیر یعنی بھیرال۔ سخت سے
سخت اور پرانی سے پرانی خزانہ کو اس دوران کے استعمال سے آٹھ
آدم ہو جاتا ہے۔ سینکڑوں مرتبہ تجربہ ہو چکی ہے۔ صرف چالیس یوم مددانی
استعمال کرنی پڑتی ہے۔ بعد میں عام عمر کے لئے اس کو اور بیماری سے خلاصی
مل جاتی ہے۔ قیمت فی پیکٹ جس میں ۸۰ گولیاں ہوتی ہیں۔ صرف چار روپیہ
نوٹ۔ اگر خزانہ کی گولیاں ہوتی ہیں۔ یا اس کے زخم ہوں۔ تو ان کیلئے
الگ الگ دوائی مرہم روانہ کی جاتی ہے۔ قیمت فی پیکٹ چھ روپیہ یعنی نصف پیکٹ
کی اکسیر گولیاں ۱۰۔ یوم کھانے سے میر دل خون ہوا جاتا ہے۔ بھیر کا نام
ہیں۔ مہتاب جس کے لئے آڑس مفید ہیں۔ قیمت چار روپیہ۔ خیرست دوا
مفت طلب کریں۔ جواب طلب امور کے لئے جو ابلی کار ڈروڈ کرنا

المشہور حکیم حاجی محمد رحیم بخش زبیر دارالاحکامیہ
امرت سمری اندوں کی دروازہ متصل مسجد قضاہاں لاہور

ضرورت ہے

لئے بل دانہ فرض پاس طلبا کی جو ریلوے و محکمہ وغیرہ میں
ملازمت کرنے کے خواہشمند ہوں۔ مفصل حالات دو آنہ در ۲۲ کا
ٹکٹ بھیج کر معلوم کریں۔

المشہور۔ امپیریل ٹیلیگراف کالج دہلی

15 مہینوں میں اور سیر
کلاس کی اعلیٰ تعلیم حاصل
کرنے کے لئے آپ فوراً اپنی نسل شدہ انجینئرنگ
کالج سکھ کو مفت پراسپیکٹس کے لئے لکھیں

پرخرج الدین کیا ہے؟

یہ ایک چھوٹی سی کتاب ہے جس میں تجارت کے اصول جس سے اکثر مسلمان
ناواقف ہیں۔ اراض انسانی کے مجرب نسخہ حاجت کے علاوہ بالوں کو سیاہ
کرنے کا خشک بوڑھی کی شکل اور بانی کی صورت میں خفا سے جانے کرنے سے
کا آئینہ بنانا۔ آئینہ شیشہ پر کھدی کی مکہ ذریعہ نقش نگار یا قطعات کھنڈ
سازی بہت جلد نجات عمدہ سر کرتا کرنا۔ سروں کا تیل سفید کر لینا۔ خوبصورتی
کا غارہ بالوں کو کٹ لدا رہنے کا مصالحہ۔ بال سفید کر لینا اور خوبصورتی
وغیرہ تیار کرنے کی نہ تسانہ نالیب درج ہیں۔ جن کے تیار کرنے پر صرف چند
پیسے خرچ آتے ہیں۔ گھر میں استعمال کرنے یا فروخت کرنے پر خاص فائدہ
ذیابہ ہر شخص کا ہر بیکر شاہد کر سکتا ہے۔ اس کی سچائی کے ثبوت میں غلط
ثابت کرنے والے کو ایک سو روپیہ انعام کی تحریر ہمراہ ہوگی۔ محصول پاک منات
منگولنے کا پتہ۔ منیجر کوہ قاف بک پور (۸۸) ریلوے ڈپو لاہور

قادیان میں سکتی ارانی

قادیان کی نئی آبادی کے ہر دو محلہ حاجت یعنی محلہ دارالفضل و محلہ دارالرحمت میں قابل فروخت قطعات موجود ہیں۔ او اب ایک نیا محلہ
بنایا گیا ہے جس کا نام محلہ دارالبرکات ہے۔ جو محلہ دارالفضل سے جنوب مشرق میں بڑھک کھارا کی دوسری طرف واقع ہے۔ ان ہر
محلہ حاجت میں قیمت ایک ہی مقرر ہے۔ یعنی برب بڑھک کھارا کی طرف میں میں فنٹ اور دس دس فنٹ کے راستوں۔
پر بڑھک کھارا کی پیمائش طول میں پچتر فنٹ اور عرض میں ساٹھ فنٹ ہوتی ہے۔ اور اس کے طرف راستہ گذرتا ہے۔ چال
کنال لینے والے کو چاروں طرف راستہ ہوگا۔ اور جہت بہت عمدہ ہے۔ جو ہر ہند احباب خاکسار کے ساتھ خط و کتابت فرمائیں۔ اور روپیہ
بھیجوانا ہو۔ تو خاکسار کے نام یا محاسب بیت المال قادیان کے نام بھیجایا جائے۔

خاکسار۔ میمرا۔ شہر احمد قادیان

اشتہارات کے قیمت کے ذمہ دار خود ہوتے ہیں۔ نہ کہ افضل دار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان کی خبریں

— نئی دہلی ۲۷ اپریل کمانڈر انچیف آج سر پور کو پنجاب اور سرحد کے دورہ پر روانہ ہو جائیں گے۔ آپ لاہور، راولپنڈی اور ایبٹ آباد بھی جائیں گے۔ اور اس کے بعد چند دن کشمیر میں گذریں گے۔ اور ممبئی کو شملہ میں پہنچیں گے۔

— کراچی ۲۷ اپریل۔ آج تین بجے بعد از دوپہر جو آتشزدگی ہوئی اس کی مثال کراچی کی تاریخ میں نہیں تھی۔ روئی نے ۳۲ ہزار بندل جل گئے۔ ہوا بڑے زور و شور سے چل رہی ہے۔ آگ کی ناقابل برداشت صحت کی وجہ سے پچاس پچاس گز کے فاصلہ تک آنا جانا ناممکن ہو گیا ہے۔ جو نقصان اس وقت تک ہو چکا ہے۔ اس کا اندازہ ستر اسی لاکھ کے درمیان ہے۔

— کلکتہ یکم اپریل۔ ڈائمنڈ ماربرو روڈ میں ایک سیاسی صاحب تشریف لائے۔ اور کھنے لگے۔ کہ میرا نام گرچن داس ہے اور میں کوہستان ہمالیہ سے محض اس لئے آیا ہوں۔ کہ نئی نوع انسان کے کام آسکوں۔ خوش عقیدہ لوگ اس کے چلنے میں آگئے اور حسب معمول اس کی آدھلکت کی ان میں سے دو اڑکانا تھما جاتا جو زیادہ راسخ الاعتقاد تھے۔ انہیں منت و خوشدہر کے اپنے مکان پر لے گئے۔ چند دن کے بعد سیاسی صاحب نے میزبان کی ۱۴ سالہ بہن کو اڑھے چڑھا لیا۔ اور بہت سا زور بھی ساتھ لیکر لے لے اڑے۔

— بمبئی ۳ اپریل۔ سر کاؤس جی جھاگیر نے پارسی لڑکوں کے لئے ایک مدرسہ جاری کرنے کی غرض سے ۱۵ لاکھ روپیہ عطا فرمایا ہے۔

— دہلی ۲۷ اپریل۔ کل شام کے ۷ بجے سے گیارہ بجے تک بمبئی کا گانا دہلی میں سنایا گیا۔ یہ گانا ایک بالکل نئے آگے سے جس کو یارو کاسٹنگ کہا جاتا ہے۔ بنا گیا۔

— ایگزیکٹو کونسل کی میٹنگ میں ڈاکٹر منیا الدین احمد کا استعفیٰ منظور کیا گیا۔

— مسٹر جونس ہا کیلے دہلی کے قائم مقام چیف کسٹمر سٹور کے لئے ہیں۔ اس لئے ان کی جگہ مسٹر کریمپ جوامر سسر کے ڈپٹی کسٹمر سٹور ڈپٹی کسٹمر سٹور کے ذریعہ سرانجام دیں گے۔

— دہلی ۲۷ اپریل اخبار "بمبئی کرائیکل" کا دہلی ایڈیشن تین مہینہ کی آزمائش کے بعد بند کر دیا گیا ہے۔

— دہلی ۲۷ اپریل۔ ۳۰ مارچ کو سبزی منڈی میں ایک مہینس بجلی کے کھمبے سے اپنا جسم رگڑ رہی تھی۔ کہ ریکا ہلک اس میں گرفت آگیا اور مہینس اسی کھمبے سے چپٹا کر مر گیا۔

— الہ آباد ۳۰ مارچ ایک شخص بدل

مالک غیر کی خبریں

— قسطنطنیہ ۳۱ مارچ۔ زلزلے کے بہت سے جھٹکے ہوئے کے رگتے۔ سمرنا میں زلزلہ کی وجہ سے ۴۰ آدمی لاک ہو گئے۔ اور بہت سے زخمی ہوئے ہیں۔ ایک گاؤں تو بالکل تباہ ہو گیا۔ اور ایک گاؤں کا نصف حصہ تباہ ہو گیا۔

— بیکن ۱۲ اپریل۔ ایک چینی اخبار اطلاع دیتا ہے۔ کہ چینی سپہ سالار دوپہی فوفو جی نے زندگی سے کنارہ کش ہو کر بہت کے ایک مسد میں گولہ نشین ہو گئے ہیں۔

— لندن ۲۹ مارچ۔ دو فرانسسی ہوائی جہازوں میں تقریباً تین ہزار فٹ کی بلندی پر ٹکرائے۔ ہر جہاز کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑے۔ ہوائی جہاز کے سواروں سے پچیس لوگوں کے زخمی اپنی جان بچانے کی کوشش کی۔ ایک چھتری کے تھکے سے ایک افسر جان بحق ہوا۔

— لندن ۲۷ اپریل۔ شاہی عسکر پرواز کے ٹکڑے تباہ ہو گئے جس کی وجہ سے چار افسر اور تین آدمی ہلاک اور ایک خسار اور ایک انجینئر زخمی ہوئے۔ لیکن خوش قسمتی سے وہ ہوا باز بچ گئے۔

— سلانکا ۱۲ اپریل۔ ایک گرجے کے پاس سے ایک مذہبی جلوس گزر رہا تھا۔ ایک بڑا گھنٹہ جاس وقت بج رہا تھا۔ ایک ٹاٹ کر چند لڑکیوں کے درمیان گر پڑا۔ تین لڑکیاں ہلاک اور کئی زخمی ہوئیں۔

— قسطنطنیہ ۳۱ اپریل۔ ترکی کے ریفا مردوں کی یہ تجویز کہ مذہب کو سیاسیات سے بالکل علیحدہ کر دیا جائے۔ اب عملی صورت اختیار کر گئی ہے۔ ۱۵۹ ممبران پارلیمنٹ نے جن میں عدالت پاشا اور صدر دراز شریک ہیں۔ ایک تحریک پر دستخط کئے ہیں جس میں یہ کہا گیا ہے کہ مذہب کو سیاسیات سے بالکل علیحدہ کر دیا جائے۔ اسلام کو حکومت ترکی کا مذہب نہ سمجھا جائے۔

— نیویارک ۳۰ اپریل۔ ریاست ابلا میں جو باغی گرفتار ہوئے ہیں۔ ان کو اسی موقع پر جہاں وہ پکڑے جانے ہیں۔ درخواستوں پر شکا کر پھانسی دیدیا جاتا ہے۔ تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔ ان کی ناشیں بھی اس وقت تک درخواستوں پر نقلتی رہتی ہیں۔ جب تک کہ صول کا کھاجا نہیں بن جاتیں۔

— لندن یکم اپریل۔ سمرنا کے زلزلہ کے متعلق جو حالات اب معلوم ہوئے ہیں ان سے پایا جاتا ہے۔ کہ پہلی اطلاعات میں جو نقصان کا اندازہ بتایا گیا ہے۔ درحقیقت اس سے بہت زیادہ نقصان ہوا۔

— نکاراگوا میں ایک گروہ نے آپ ہوائی جہاز پر حملہ کر کے اس کے بازو ٹوٹا کر دیا۔ جس سے جہاز الٹ کر نیچے گر پڑا۔ جہان کے پورے

سال سے۔ حل میں پولیس نے گرفتار کیا تھا۔ جسے مجسٹریٹ نے ایک سال قید کی سزا دی۔ اس شخص نے اپنے کو قصور وار تسلیم کیا اور مجسٹریٹ سے درخواست کی کہ اسے باقی زندگی جیل میں گزارنے کی اجازت دیں۔ یہ شخص چالیس سال جیل میں رہ چکا ہے۔ گیارہ مرتبہ قید ہو چکا ہے۔ اور ایک درجن سے زیادہ نام تبدیل کر چکا ہے۔

— دیوبند ۲ مارچ۔ ہفتہ آج خاتما ہو چکا ہے۔ ایک اطلاع منظر ہے۔ کہ آج تقریباً ۱۰ بجے احاد دارالعلوم دیوبند میں سخت فساد مچا گیا ہے۔ کہ عبدالرسول پشاور سے چند دوسرے پشاوروں کی امداد سے ایک طالب علم ظہیر احمد بنگالی کو قتل کر دیا۔ ایک دوسرا طالب علم بنگالی عبدالرحیم سخت مجروح ہوا۔ وہ اب تک داخل ہسپتال ہے۔ پولیس تحقیقات کر رہی ہے۔ عبدالرسول اور غالباً ایک اور پشاوری گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

— کلکتہ ۲۷ اپریل۔ کلکتہ میں شاہ پر جی ایو جی سپہ سالاری ایک پارسی شناور جس کی عمر ۴۸ سال ہے۔ "ڈینسلی سکوار" کے تالاب میں مسلسل ۲۲ گھنٹے تک تیرنے کی کوشش میں کامیاب ہو گیا۔ وہ قبل ازیں اسی تالاب میں متواتر ۱۱ گھنٹے تک تیر چکا تھا۔

— لاہور ۲۷ اپریل۔ آج مسجد ریاں تاج دین لاہور میں ایک نہایت افسوسناک جھگڑا ہوا۔ واقعہ یوں ہے۔ کہ دو چٹھان مسجد کے احاطہ میں رہتے تھے۔ لیکن انہوں نے کرایہ نہیں دیا تھا۔ منتظمین نے اس خیال سے کہ وہ چلے نہ جائیں۔ انہیں روکا۔ اس پر اٹھارہ بیس پٹھانوں نے منتظمین پر حملہ کر دیا۔ اور انہیں سخت مجروح کیا۔ بہت سے آدمیوں کو ضربات آئیں۔ چند چٹھان گرفتار کئے گئے۔

— دہلی ۳۰ اپریل۔ پشاور سے اطلاع آئی ہے کہ قانون سرحدی کے ماتحت عظیم اور ایک اور منظم کو جو حال ہی میں گرفتار کیا گیا ہے۔ وہ اس گروہ میں سے ہے۔ جس کو چند مہفتے ہوئے۔ کابل کے نزدیک قائم مقام شاہ افغانستان نے منتشر کیا تھا۔

— کلکتہ کی ایک تازہ اطلاع منظر ہے۔ کہ کلکتہ یونیورسٹی کے پروفیسر ساسکا موہن سین کچھ عرصہ سے مرض دم کے شکار تھے

رات کے وقت وہ اپنے کمرہ کے اندر لیٹے ہوئے تھے۔ اور ان کی بیوی ان کے سرانے بیٹھی تھی۔ ان کی لڑکی بھی وہاں موجود تھی۔ پروفیسر صاحب کا چھوٹا بھائی مندر چاقو تاقہ میں لے کر کمرہ کے اندر داخل ہوا۔ اور اس نے اپنے بھائی کا گلہ کاٹ ڈالا۔ اپنی بھاری بھاری حملہ کیا۔ اور اسے زخمی کر دیا۔ پروفیسر صاحب کی لڑکی اپنے باپ کی چارپائی کی طرف بڑھی لیکن نظام چھانے اس کا ہاتھ بھی کٹ ڈالا۔ پروفیسر سین کی حالت اس وقت نازک ہے۔ اور وہ حالت نزاع میں

شیلانگ ۳۰ مارچ۔ آسام کونسل نے سائرس کشن سے مذاق کر کے کام کر کے لئے، ممبران پرنسٹن سب کمیٹی کو چننے کی۔ گرفتاری کی تجویز منظور کر لی ہے۔ یہ کمیٹی کونسل کے مختلف مذاق کی

کے مذہب کو سیاسیات سے بالکل علیحدہ کر دیا جائے۔ اب عملی صورت اختیار کر گئی ہے۔ ۱۵۹ ممبران پارلیمنٹ نے جن میں عدالت پاشا اور صدر دراز شریک ہیں۔ ایک تحریک پر دستخط کئے ہیں جس میں یہ کہا گیا ہے کہ مذہب کو سیاسیات سے بالکل علیحدہ کر دیا جائے۔ اسلام کو حکومت ترکی کا مذہب نہ سمجھا جائے۔